احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا

حاکمِ کائنات

محمد مصطفیٰ نورِ مجسم رحمۃ للعلمین رؤف الرحیم



لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۔ (سورۃ الحشر ۱۳)

بیشک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی

یا صاحب الجمالِ و یا سیّد البشر
من وجہک المنیر لَقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

احکم الحاکمین کا بھیجا ہُوا

حاکمِ کائنات

از
کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی

ناشر : کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی

مطبع : نسیم پرنٹنگ پریس، لاہور

بار اول : 1997ء

تعداد : 500

کمپیوٹر کمپوزنگ : عکاظ کمیونیکیشن، شمع پلازہ لاہور

فہرست مضامین

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روئے سخن

1 - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - الصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین اما بعد

یہ کتاب جس کا عنوان ہے۔ حاکم کائنات کے لکھنے سے پہلے اس گناہ گار نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں آپ کے ایک وصف یعنی "علم مبارک" پر لکھی ہے۔ اسے "صاحب کلی علم غیب" کا نام دیا۔ وہ کتاب عشاق کے لئے ایک خوشبو کا تحفہ ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی زیر طباعت ہے۔ اب اس گناہ گار نے اس کتاب میں قرآن و احادیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل دے کر ثابت کیا ہے کہ اس مخلوق کے حاکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور چونکہ کائنات بھی مخلوق ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے حکم ہوئے۔ جنہیں احکم الحاکمین نے بھیجا تاکہ یہ سلسلہ کائنات رواں دواں رہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات کی روح ہیں۔ آپ نہ ہوتے تو یہ کائنات نہ ہوتی۔

2 - موجودہ دور بدعقیدگی اور بے دینی کا ہے۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ انگریز یہاں سے چلا گیا مگر بے دینی کے اثرات اچھی طرح چھوڑ گیا۔ یہی اس کی چال تھی کہ مسلمانوں کو تباہ کرنا ہے تو ان کے دلوں سے ان کے نبی کی محبت ختم کر دو۔ اسی بنا پر وہ ملک سپین جہاں سات سو سال مسلمانوں نے حکومت کی تھی۔ آج ایک مسلمان بھی نہیں ملتا۔ وہاں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ لوگ کہلاتے تو مسلمان تھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس، صفات کمالات جمالات معجزات میں نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے۔ اور آج کل بھی ایسے لوگ علماء کے روپ میں ہیں جن کے جثے دیکھ کر انسان تعجب میں پڑ جاتا ہے لیکن جب ان کی آواز سنیں تو سوائے گستاخی رسول کے اور کچھ نہیں کہتے۔

3 - آقا ﷺ کے فضل و کرم سے اس گناہ گار نے دوسری کتاب "حاکم کائنات" لکھی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب بھی عشاق حضرات کے لئے شمع محبت بنے گی۔ چونکہ یہ سارا کام اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی راہ میں ہو رہا ہے اس لئے اس کتاب کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ روپے پیسے۔ اس کی بنیاد ہی عشق مصطفیٰ ہے۔ اس لئے اسے دوسرے لوگوں کی طرح کاروبار نہیں بنایا ہے۔ ایسے بہت ہیں جنہوں نے تحریر و تقاریر کے ریٹ مقرر کئے ہوئے۔ اس دنیا میں ہی انہوں نے اللہ رسول کے کلام کو بیچ ڈالا تو اگلے جہان کیا لیں گے؟

4 - بندہ چونکہ ریٹائرڈ پنشنر ہے اور رزق حلال کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اس لئے مالی مشکلات درپیش تو ہیں لیکن یہاں آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کئی عاشق ایسے ہیں جو اپنے محبوب کے لئے ہی سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک صاحب ہیں جن کا نام وحید ہے۔ ماشاء اللہ تاجر ہیں اور انہوں نے اپنے محبوب (ﷺ) کی اس کتاب کی نشر و اشاعت کا ذمہ لے لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان پر آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرم ہی تو ہے۔

فقط مخلص

کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی

(بندۂ رسول ﷺ)

AA - 22 ڈیفنس سوسائٹی، لاہور کینٹ

فون: 9726300

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا

حاکم کائنات

(فلا وربک لا یومنون حتے یحکموک۔ النساء 4/65)

تیرے رب کی قسم یہ مومن نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنا لیں۔

1۔ حاکم۔ جس ہستی کا حکم چلے اس کی اطاعت کی جائے جو کہ لازم ہوتی ہے ورنہ اطاعت نہ کرنے والا باغی کہلاتا ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلناک من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ترجمہ۔ "اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔" یہ تو تمام رسولوں کی فضیلت ہے کہ ان کی اطاعت ان کی قوموں پر لازم ہوئی۔ اب یہاں بات رسولوں کے سردار کی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل انی رسول اللہ الیکم جمیعا " (اے حبیب آپ کہہ دیں کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تمام جہانوں اور تمام مخلوق کی طرف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاک لما اظہرۃ الربوبیہ۔ (گر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات میں سے ایک صفت حکیم ہے۔ جس کا ذکر قرآن میں بار بار آیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس خاص صفت کا مظہر بنا کر اپنے محبوب ﷺ کو اس کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا جو ابھی اس نے تخلیق کرنی تھی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہے ہی۔ کائنات ہو تب بھی اللہ تعالیٰ ہے اور کائنات نہ ہو تب بھی وہ ہے۔ لیکن عقل یہ کہتی ہے کہ جیسا کہ خود

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے فخلقت نور محمد (ﷺ) نور محمدی کی تخلیق کی ایک ایسی عظیم ترین ہستی ہو جس کے لئے یہ کائنات بنے۔ جو ذات باری تعالیٰ کا مظہر ہو۔ (جیسا کہ وہ خود چاہتا تھا) جو ساری کائنات کا سردار ہو۔ جس کا حکم چلے اور جس کی نافرمانی جنہم میں لے جائے۔ جو ہستی سب سے بلند و بالا ہو۔ جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ اور وہ ہستی ساری کائنات کے لئے رحمت بھی ہو۔ وہ ہستی تمام جہانوں کے لئے سب کچھ ہو۔ دوسری عقلی دلیل آپ ﷺ کے اول ہونے کی یہ ہے کہ پہلے حاکم' سردار' رحمت وجود میں آئے تو پھر اس کے بعد باقی مخلوقات کی تخلیق ہو۔ اگر اس کا الٹ ہو کہ پہلے کوئی مخلوق پیدا ہو اور اس کا حاکم' اس کا رسول اس کی رحمت بعد میں آئے تو یہ عین عقل کے خلاف ہے۔ قانون فطرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کے خلاف ہے کیونکہ پھر اس مخلوق کا رسول کون ہو گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کون پہنچائے گا۔

چنانچہ عقل سلیم اس بات پر متفق ہے کہ سب سے اول جو ہستی تخلیق ہوئی اس کا نام محمد رسول اللہ تھا۔ چونکہ وہ ہستی محبوب بھی ہے اس لئے اس کی تخلیق بھی نور سے ہوئی۔

2 - **تخلیق کی ابتدا** - اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے سب سے آگے سب سے اول جو چیز تخلیق کی گئی وہ نور مصطفیٰ ﷺ تھا۔ عقل یہ کہتی ہے کہ خالق ہے اور مخلوق ہے۔ تو یقیناً" مخلوق اپنے خالق کی عبادت کرے گی۔ یہ عین فطرت بھی ہے۔ نور مصطفیٰ ﷺ سجدہ ریز ہو گیا' اپنے الٰہ کی عبادت کی اور اقرار کیا کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی کہ اور کوئی الٰہ نہیں مگر اللہ - اور واقعی اس وقت صرف اللہ ہی تھا اور کوئی دوسرا الہ نہ تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (انا اول المسلمین) میں سب سے پہلا عبادت کرنے والا ہوں (انا اول العابدین) نور مصطفیٰ سجدہ ریز رہا۔ جہاں قدرت نے چاہا۔

الف - فرمان مصطفیٰ ﷺ - اول ما خلق اللہ نوری سب سے

پہلے جو اللہ تعالٰی نے پیدا کیا وہ میرا نور تھا۔ وجود باری کے شاہد اول جن کی ذات مقدس نے مشاہدہ شہود اور جمال نمائی کے چہرہ سے نقاب کھینچی۔ اس پہلی کرن کی طرح جو خلوت خانہ بطون سے فضائے عالم میں ظہور پذیر ہوئی ہو یا یوں کہیں کہ 'کن فیکون' کی پرکار سے پہلا نقطہ جو صفحہ وجود پر ثبت ہوا اور باغبان ایجاد نے باغستان ایجاد میں رشد و ہدایت کے طبق پر مشتاقان کو جلوہ دکھایا۔ وہ نور پر سرور سرور عالم باعث تخلیق عالم جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اللہ تعالٰی نے کہا۔ خالق نے ایک بہت ہی پیاری چیز تخلیق کی جو اسی کے لائق ہے۔ محبوب کے نور نے تو عین فطرت کے تقاضے کے تحت اپنے اللہ کی عبادت کی۔ سجدہ ریز ہو گیا۔ اللہ کی توحید کا اقرار کیا کیونکہ واقعی ایک ہی اللہ تھا (اور ہے) ہزاروں سال عبادت میں مشغول رہا بلکہ اشرف المصطفیٰ میں ابو موسیٰ مدنی نے تحریر کیا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات سے نو لاکھ سال پہلے تخلیق کیا گیا تھا اور اس کے سلسلے میں فراشان قدرت نے قدرت الٰہی میں مناسب مقام متعین کیا تھا۔ تین لاکھ سال اس جہاں کا جس کا ایک دن یہاں کے ہزار سال کے برابر ہے۔ اس سجدہ میں مصروف رہا۔ پھر اس نور کو اس اعزاز سے نوازا "محمد رسول اللہ" سب سے پیارا نام دیا محمد (سب سے زیادہ تعریف کیا گیا) رسول (نائب اعظم) باقی تخلیق ہونے والی خلقت کا حاکم۔

یہ عین عقل کے مطابق ہے کہ اللہ تعالٰی کے حضور اس کی خوبصورت ترین تخلیق جب سجدہ ریز ہو تو اللہ اسے سب سے پیارے نام اور سب سے بلند ترین اعزاز (عہدہ) کے ساتھ مخاطب ہو۔ اسی لئے تو قیامت کے دن بھی جب تمام مخلوق سجدہ ریز ہوئی ہو گی پھر اللہ تعالٰی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مخاطب ہو کر کہے گا ارفع راسک یا محمد یہ محب کا محبوب کو بلانے کا انداز محبت ہے۔ ابھی تو اگلا سلسلہ کائنات شروع ہونا ہے۔ ابھی تو جہانوں کی تخلیق ہونی ہے۔ مگر ضروری ہے باقی مخلوق کا سردار مخلوق سے پہلے وجود میں آئے کیونکہ وہ تمام جہانوں' تمام مخلوقات کا سردار ہے۔ رسول ہے' رحمت ہے' رحمت کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور رحمت کرتا

بھی ہے۔ تمام مخلوقات کا علم رکھتا ہے تب ہی اسے پتہ ہو گا کہ کون تکلیف میں ہے۔ کسے رحمت درکار ہے۔ تمام مخلوق کو دیکھے کون اس سے محبت کرتا ہے۔ کون بغض رکھتا ہے۔ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ سب مخلوق ساری کائنات اس کے سامنے ایسے ہو جیسے وہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہے۔

ت - **سردار کا لقب** - آقا ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ یٰسین میرے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے بعد ابھی کائنات کی بزم حیات کی تخلیق ہونا باقی ہے یعنی کہ آپ ﷺ تمام کائنات کے سردار رہیں اور حاکم ہیں اللہ تعالیٰ ہر شخص کے درجات بلند فرمائے جو کائنات کے سردار۔ سید ابرار۔ احمد مختار۔ حبیب غفار۔ محبوب ستار۔ خاصہ کردگار۔ شافع یوم قرار۔ صدر انجمن لیل و نہار۔ آفتاب نو بہار۔ سرور عالم - مونس آدم۔ قبلہ عالم کعبہ اعظم۔ جان مجسم۔ نور مجسم۔ فخر دوعالم۔ مرسل خاتم۔ خیر مجسم۔ صدر مکرم۔ نور مقدم۔ نیر اعظم۔ مرکز عالم۔ وارث زمزم۔ مبداد کائنات۔ مخزن کائنات۔ منشائے کائنات۔ مقصود کائنات۔ منبع فیوضات۔ افضل الصلوات۔ خلاصہ موجودات۔ صاحب آیات۔ صاحب معجزات۔ جامع صفات۔ فخر موجودات۔ ارفع الدرجات۔ اکمل البرکات۔ واصل ذات۔ صاحب التاج۔ صاحب المعراج۔ صاحب الحشر۔ سید البشر۔ صاحب الرزاق۔ والعلم - صاحب لولاک و قلم سید عرب و عجم صاحب جودو کرم وجہ باران کرم - شمس الضحیٰ - عشق نور خدا بدر الدجیٰ - رشد ہدیٰ - آفتاب ہدیٰ۔ صدر العلیٰ نور الہدیٰ - کہف الوریٰ - صاحب جودو سخا۔ خیر الوریٰ۔ خواجہ دو سرا۔ بحر جود و سخا۔ ابر لطف و عطا۔ اعتماد شفا۔ پیکر تسلیم و رضا۔ محرم اسرار حرا۔ سید و آقا۔ کعبہ اصفیا۔ قبلہ اغنیاء۔ مجسم روح افزا۔ سرور انبیاء۔ حسن صبر و رضا۔ ضیاء خوش ادا۔ شمع غار حرا۔ راس عدل و قضا۔ دست عطاء۔ نیسان سخا۔ بے غرض ریا۔ بے ہوا۔ با صفا۔ پارسا مصطفیٰ۔ سرفراز رضا۔ تاجدار غنا۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ صاحب رشد ہدیٰ۔ مظہر رب نور العلیٰ۔ وجہ تخلیق ارض و سماء۔ جلوہ حق نما۔ سید الانبیاء۔ نور راہ ہدیٰ۔ مطلع دل کشا۔ نور العلیٰ۔ جلوہ حق نما۔ مطلع دل کشا۔ مقطع جاں فزا۔ جان صبح مساء۔ سرور انبیاء۔ رہبر اولیاء۔ روح ارض و

سماء۔ شارع لا الہ۔ خاتم الانبیاء۔ چشم امواج بقاء۔ رونق منبر نبوت۔ چشمہ علم و حکمت۔ نازش سند امانت۔ غنچہ راز وحدت۔ مالک کوثر و جنت۔ سلطان دین و ملت۔ شمع بزم ہدایت۔ مخزن اسرا ربانی۔ مرکز انوار رحمانی۔ مصدر فیوض یزدانی۔ قاسم برکات حمدانی۔ دانش برہانی۔ صابر و شاکر۔ مدثر و مزمل۔ مزمل و مرسل۔ انتہائے کمال۔ منتہائے جمال۔ منبع خوبی و کمال۔ بے نظیر و مثال۔ فخر جہاں۔ عرش مکاں۔ شاہ شہاں۔ نیر رخشاں۔ انجم تاباں۔ ماہ فروزاں۔ صبح درخشاں۔ نور بداماں۔ جلوہ ساماں۔ مونس دل و شکست گاں۔ راحت قلوب عاشقاں۔ نور دیدہ مشتاقان۔ صورت درخشاں۔ نور بداماں۔ جلوہ ساماں۔ مونس دل شکستگاں۔ راحت قلوب عاشقاں۔ نوریدہ مشتاقاں۔ صورت صبح درخشاں۔ پشت پناہ فتگاں۔ موجب ناز عارفان۔ باعث فخر صادقاں۔ رحیم بے کساں۔ حب غریباں۔ شاہ جناں۔ جان جاناں۔ قبلہ زہراں۔ کعبہ قدسیاں۔ ہمدم نوح۔ رہبر خضر۔ رہبر موسیٰ ہادی عیسیٰ۔ شان کریمی۔ خلق خلیلی۔ نطق کلیمی۔ زہد عیسیٰ۔ عفت مریم۔ حسن مجرد۔ دولت سرمد۔ ساقی کوثر۔ شافع محشر۔ نور مقطر۔ فیض مدبر۔ بدر منور۔ حامی مظہر۔ روح مصور۔ مرسل داور۔ زلف معتبر۔ اشرف و اکمل۔ احسن و اجمل۔ احمد مرسل۔ مظہر اول۔ قلب مجلی۔ مہر نبوت۔ مہر رسالت۔ مہر جلالت۔ عین عدالت۔ خضر دلالت۔ قسیم و جسیم۔ تسنیم و وسیم۔ رؤف رحیم۔ مہر صداقت۔ خلیل و حکیم۔ حامل قرآن0 باطن قرآن۔ مظہر رحمت۔ مصدر راحت۔ مخزن شفقت۔ عین عنایت۔ مظہر انوار حق مصور اسرار حق۔ ہادی روشن ضمیر۔ خواجہ بے کس نواز۔ بشریٰ القویٰ خیر الوریٰ۔ محب الوریٰ۔ صادق البیاں۔ آخر الزماں۔ جمیل الشیم۔ شفیع الامم۔ منبر جود و الکرم۔ شہریار حرم۔ سحاب کرم۔ گنج نعم۔ شاہ امم۔ سید الطیبین۔ خطیب النبین۔ امام المتقین۔ امام العالمین۔ اول المسلمین۔ محبوب رب العالمین۔ سید المرسلین۔ خاتم النبین۔ نور مبین۔ طٰہٰ و یٰسین' رحمتہ اللعالمین۔ محبوب رب العالمین۔ مظہر اولین۔ حجت آفرین۔ آبروئے زمین۔ اکرم الاکرمین۔ مراد المشتاقین۔ شمس العارفین۔ سید العارفین۔ سراج السالکین۔ مصباح المقربین۔ محب الفقراء و الغرباء و المساکین۔ امام المتقین۔ وارث غلام اولین و آخرین۔ مورث کمالات

آخریں۔ صادق و امین۔ مفسر قرآن مبین۔ روشن جبین۔ سلطان دین۔ سید الثقلین۔ نبی الحرمین۔ و سیلتہ فی الدارین۔ صاحب قاب قوسین۔ سید الکونین۔ سرور کونین۔ نور رب رحمٰن۔ حبیب رب المشرقین و المغربین۔ محبوب رب دو جہاں۔ قاسم علم و عرفان۔ راحت قلوب عاشقاں۔ سرور کشوراں۔ راحت عاصیاں۔ فخر کون و مکاں۔ شفقت پیکراں۔ چارہ گر چارہ گراں۔ رہبر انس و جاں۔ تاب جاں۔ ہادی گمراہاں۔ شافع عاصیاں۔ حامی بے کساں۔ راحت قلب و جسم و جاں۔ شاہ دوراں۔ ہادی جہاں۔ قرار بے قراراں۔ غمگسار دل فگاراں۔ انیس بے کساں۔ چارہ گر آزردگاں۔ سکون دردمنداں۔ راحت دل خستگاں پناہ بے پناہاں نگاہ بے نگاہاں دمساز غریباں خیر الناس - بشیر و نذیر - سراج منیر - روح بزم سخن۔ بہار گلشن۔ محزن کائنات۔ منشائے کائنات۔ مقصود کائنات۔ سید کائنات۔ سرور کائنات۔ باعث تخلیق کائنات۔ اصل کائنات۔ سرور کائنات۔ حاکم کائنات ﷺ کی غلامی پر فخر کرتا ہے۔

دوسرا باب

تو ہے تو ہے بزم حیات

3- اللہ تعالیٰ نے کہا

لو لاک لما خلقت الافلاک

لو لاک لما اظہرہ الربوبیتہ

ترجمہ :- اے میرے حبیب اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔

الف - جب خالق کائنات کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس خاکدان عالم سے کیا جائے تو اس نے اس نور سے ایک جوہر پیدا فرمایا اور اس کو اپنی نظر قدرت سے نوازا وہ جوہر پانی پانی ہو گیا اور ایک ہزار سال تک آنکھ کی پتلی کی طرح متحرک رہا۔ اس کے بعد اس کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم پیدا کیا دوسرے حصے سے لوح پیدا کی قلم کا طول پانچ صد نوری سال کی راہ اور عرض چالیس سال کی راہ تھا۔ تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا اس کی مسافت کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے چار لاکھ پائے بنائے اور ہر پائے سے دوسرے تک کا فاصلہ چار لاکھ سال کی مدت رکھی۔ پھر قلم کو حکم ہوا اکتب لکھ قلم نے دریافت کیا اے پروردگار کیا لکھوں۔ حکم ہوا ماکان و مایکون۔ جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے سب کچھ لکھ دے۔ قلم نے پھر سوال کیا کہ ابتدا کہاں سے کروں رب کریم نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ابتدا کر۔ قلم نے جب بسم اللہ لکھا نام الٰہی کی ہیبت سے اس کا قط شق ہو گیا اور کئی سال اسی محویت کے عالم میں لوح پر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد الرحمٰن کی کتابت سے مزید شق ہوا اور الرحیم کی کتابت سے مزید اشتقاق پیدا ہوا اس کتابت اور وقفہ میں : سو سال گزر گئے۔ اس کے بعد قلم کو حکم ہوا کہ لکھوانی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسول اللہ - اس کے بعد حکم ملا کہ بارش کے قطروں۔ زمین کے سنگریزوں۔ پیڑوں کے پتوں اور بندوں کے رزق کے دانوں اور شب و روز

کی تعداد لکھو اس طرح قیامت تک پیش آنے والے واقعات کی تعداد بھی لکھ ڈالو۔

ب - **قلم کو عظمت مصطفےٰ ﷺ کا صلہ** کتاب اظہار میں لکھا ہے کہ جب قلم نے نام نامی سرکار دوعالم ﷺ لکھا تو بارگاہ احدیت میں سر بسجود ہو گیا اور ایک ہزار سجدہ میں پڑا رہا۔ اس کے بعد سر اٹھایا اور بارگاہ رسالت میں سلام کیا لیکن خالق عالم نے حضور علیہ السلام کی طرف سے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا و علیک السلام و علیک منی الرحمتہ او جبت لک رحمتی ولمن صدق بہ وا من بہ (اے قلم تجھ پر سلامتی ہو اور تجھ پر میری جانب سے رحمت ہو تو نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ علاوہ ازیں جو حضور ﷺ کی تصدیق کرے اور ان پر ایمان لائے اس کے لئے رحمت مقرر ہو گئی۔ لوح کا اعلیٰ حصہ عرش سے لگا ہوا ہے اور زیریں حصہ کو ایک فرشتہ تھامے ہوئے ہے۔

ت - **عرش کا قرار** نور کے تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا گیا۔ اس کے چار لاکھ پائے ہیں اور ہر پائے سے دوسرے پائے کا فاصلہ چار لاکھ سال مدت کی راہ ہے۔ عرش کو پانی پر پیدا کیا تو عرش بے قرار ہوا۔ پھر اس پر لکھا گیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو عرش کو قرار آ گیا۔ اس کو اٹھانے کے لئے چار فرشتے پیدا کئے گئے مگر وہ اٹھا نہ سکے یہ فرشتے ہر وقت یہ پڑھتے ہیں سبحانک الھم و بحمدک لک الحمد علی حلمک بعد علمک۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چار اور فرشتے پیدا کئے تو ان آٹھ فرشتوں نے عرش معلیٰ کو اٹھایا ہوا ہے۔ یہ چار فرشتے ہر وقت سبحانک اللھم و بحمدک لک الحمد علی عفوک بعد قدرتک پڑھتے رہتے ہیں۔ آدمؑ کے پتلے میں جب جان ڈالی گئی تھی پھر روح سر کے راستے پھر سینے اور پھر پیٹ تک پہنچی تھی مگر ابھی ٹانگوں میں نہ گئی تھی کہ آدم علیہ السلام نے اٹھنے کے لئے کوشش کی مگر گر گئے تو اس وقت آدم کی نظر عرش پر پڑی تو دیکھا کہ لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور آدم علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس ذات کا نام ہے جو واقعی بہت عظیم ہستی ہے یقیناً" وہ ہی محبوب الٰہی ہے۔ چنانچہ یہ ان کو ذہن میں یاد رہا

اور پھر بعد میں کسی وقت نام محمد کام آیا۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ آدم نے جو کہا اور جو دیکھ کر پڑھا اسے جبرائیل نے نہیں بتایا تھا۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی عالم الرواح میں ہی پڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نبی کو جتنا علم چاہیں دے دیتے ہیں۔ اس وجہ سے حاکم کائنات کو کلی علم عطا کر دیا تھا جبرائیل علیہ السلام تو صرف شریعت کے تقاضے پورے کرنے آتے رہے۔

ث - باقی تخلیق نور کے حصے سے کرسی تخلیق کی اور پھر تیسرے حصے سے باقی سب فرشتہ پیدا کئے فرشتے اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے ساتوں آسمان دھویں سے بنائے۔ دوسرے سے ساتوں زمینیں اور تیسرے حصے سے جنت دوزخ پیدا کئے۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے مومنوں کی آنکھ کا نور۔ دوسرے سے ان کے دلوں کا نور۔ تیسرے سے ان کے انس و محبت کا نور اور وہ توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے سورج۔ دوسرے حصے سے چاند۔ تیسرے حصے سے ستارے پیدا کئے اور چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ ہزار سال مقیم رکھا پھر اس کے چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے عقل۔ دوسرے حصے سے علم و حلم۔ اور تیسرے حصے سے عصمت و توفیق پیدا فرمائی اور چوتھے حصے کو مقام حیا میں بارہ ہزار سال تک رکھا پھر اس کی طرف ایک ایسی نظر فرمائی کہ اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے جھڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی اور رسول پیدا فرمائے۔ پھر انبیاء کی ارواح نے سانس لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سانس سے قیامت تک ہونے والے سعداء شہدا اور اطاعت کرنے والے مومنوں کی ارواح کے نور کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ حجابات پیدا فرمائے۔ پھر اس نور پاک کو مشیت ایزدی نے اپنی مرضی کے مطابق حجابات میں رکھا۔

ج - حجابات - نور مصطفوی موجودات سے ستر ہزار سال پہلے موجود تھا۔

(1) حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کی۔

(2) حجاب عظمت گیارہ ہزار سال سبحان عالم السر والخفی کی تسبیح کی۔

(3) احجاب منت میں دس ہزار سال سبحان الحی القیوم الرفیق الا علی کی تسبیح کی۔

(4) احجاب رحمت میں نو ہزار سال سبحان حی القیوم کی تسبیح میں مشغول رہا۔

(5) احجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال سبحان من ھو دائم لا یسھود کی تسبیح کی۔

(6) احجاب کرامت میں سات ہزار سال سبحان من ھو غنی لا یفتقرو کی تسبیح کی۔

(7) احجاب منزلت میں چھ ہزار سال سبحان العلیم الحکیم کی تسبیح کی۔

(8) احجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال سبحان ذی العرش الکریم کی تسبیح کی۔

(9) احجاب نبوت میں چار ہزار سال سبحان رب العزت عما یصفون کی تسبیح کی۔

(10) احجاب رفعت میں تین ہزار سال سبحان ذی الملک والملکوت کی تسبیح کی۔

(11) احجاب ہیبت میں دو ہزار سال سبحان اللہ وبحمدہ کی تسبیح کی۔

(12) احجاب شفاعت میں ایک ہزار سال سبحان اللہ و بحمدہ کی تسبیح کی۔

ح - نور نبوت جب ان حجابات سے نکلا گیا تو دس دریاؤں میں غسل دیا گیا۔ دریائے شفاعت۔ رحمت۔ نصیحت۔ شکر۔ صبر۔ سخاوت۔ انابت۔ یقین۔ علم۔ قناعت۔ محبت۔

1 - دریائے شفاعت میں دس ہزار سال شناوری کی اور صدائے ربی ربی زبان پر رہی۔

2 - دریائے نصیحت میں دو ہزار سال صدائے الٰہی الٰہی زبان پر رہی۔

3 - دریائے شکر میں تین ہزار سال صدائے سیدی سیدی زبان پر رہی۔

4 - دریائے صبر میں چار ہزار سال صدائے یا احد یا احد زبان پر رہی۔

5 - دریائے سخاوت میں پانچ ہزار سال صدائے یا واحد یا واحد زبان پر رہی۔

6 - دریائے انابت میں چھ ہزار سال صدائے یا فرد یا فرد زبان پر رہی۔

7 - دریائے یقین میں سات ہزار سال صدائے یا علی یا علی زبان پر رہی۔

8 - دریائے حلم میں آٹھ ہزار سال صدائے یا عظیم یا عظیم زبان پر رہی۔

9 - دریائے قناعت میں نو ہزار سال متفکر رہے صدائے رؤف یا رؤف زبان پر رہی۔

10 - دریائے محبت میں دس ہزار سال غوطہ زن رہا اور صدائے سبوح قدوس یا اللہ یا کریم کے الفاظ سے تسبیح کرتے رہے۔

خ - اس موقع پر رب تعالیٰ نے دسویں دریا میں ایک فرش پیدا فرمایا جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر تھا اس میں نورانیت اور بزرگی عنایت فرمائی اور اس میں بزرگوں کے سات سو مقامات تخلیق فرمائے۔ پہلا مقام توحید۔ دوسرا مقام معرفت۔ تیسرا مقام ہیبت۔ چوتھا مقام حیرت۔ پانچواں قناعت۔ چھٹا تفویض۔ ساتواں مقام ارادت اور ان مقامات میں آخری مقام محبت مقرر ہوا۔ ان مقامات میں نور محمدی ﷺ کو ایک ایک ہزار سال تک رکھا اور جب ان سات سو مقامات کا سفر مکمل ہو گیا۔ اس وقت خطاب الٰہی ہوا۔ اے میرے حبیب کے نور میں کون ہوں۔ نور محمدی ﷺ نے جواب دیا۔ اے خالق تو میرا معبود۔ پیدا کرنے والا اور پرورش فرمانے والا۔ روزی دہندہ اور وہ ہستی جس کے حیطہ اختیار میں موت و زیست ہے اس کے جواب میں خطاب الٰہی ہوا کہ میرے حبیب تم نے صحیح پہچانا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور اس نور کو ان کی پشت میں رکھا۔ اس طرح اس کائنات کی تخلیق کے مراحل طے ہوئے۔

4 - تخلیق اول کی عقلی دلیل۔ (الف) اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے اپنے محبوب کے نور کی تخلیق اول کی وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کرنے والا اس کا محبوب ہو جو کہ نائب اعظم ہو۔ نہ کہ کوئی اور رسول ہو جو باقی تمام مخلوق کے لئے رسول ہے۔ اگر نور مصطفےٰ سے پہلے کوئی اور چیز ہوتی مثلاً" بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے 'قلم' تخلیق کی گئی تو یہ بات عقل نہیں مانتی کہ نور رسول بعد میں تخلیق ہوا۔ اگر ایسا ہو (جو کہ نہیں ہے) تو پھر ایک اور سوال ابھرتا ہے کہ قلم کا رسول کون تھا؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ جہاں پیدا کرے مخلوق پیدا کرے اور ان کا رسول نہ ہو یہ فطرت کے نظام کے مطابق نہیں۔ اس لئے یہ بات عین عقل کے

مطابق ہے کہ سب سے پہلے نور محمد (ﷺ) کی تخلیق ہوئی اور پھر نام کے اعزاز کے ساتھ عہدہ یعنی رسالت بھی عطا ہوئی۔ یہ عین اللہ تعالیٰ کی شان کے شایان ہے اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔

ب۔ عطائے رسالت کے ساتھ عطائے اوصاف۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو محمد رسول اللہ کا خطاب دیا اور قلم سے لکھوایا۔ تو ظاہر ہے تمام اوصاف حمیدہ بھی ساتھ ہی عطا ہو گئے جس میں علم مبارک۔ حاضر و ناظر ہونا۔ رؤف۔ کریم۔ رحیم ہونا ہے گویا کہ وہ تمام اوصاف جو رسولوں کے سردار کے شایان شان ہیں۔ عطا کر دیئے۔ انسانی ذہن یہ نہیں مانتا کہ رسول تو بنا دیا گیا مگر (نعوذ باللہ) اوصاف کے متعلق کہا کہ بعد میں دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ اس کی تو یہی شان ہے کہ کہا اے سب سے زیادہ تعریف کئے گئے میرے رسول۔ چنانچہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت "صاحب کلی علم" تھے جب انوار کے عالم میں تھے۔ قرآن لکھوایا۔ قلم نے لکھا۔ الرحمٰن ۔ علم القرآن ۔ رحمان نے قران سکھایا (علم ۔ فعل ماضی کا صیغہ ہے) عقلی طور پر یہ دلیل نکلی کہ قلم کے لکھنے سے پہلے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم عطا کر دیئے۔ ایک نور سے دوسرے نور میں منتقل ہو گئے۔ معلم کون تھا۔ علوم کب اور کیسے ملے (تمام مسائل کا جواب مل گیا)

تیسرا باب

کائنات کے حاکم کا نام
محمد

5 - نام 'محمد'- (الف) حضرت ابن الجوزیؒ نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ جب حق تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے نور خاص کو اپنے قبضہ قدرت میں لے کر فرمایا۔ "اے نور محمد ہو جا۔" وہ نور ایک ستون بن گیا۔ پھر وہ نور اوپر کو چلا گیا۔ یہاں تک کہ حجاب عظمت تک پہنچ کر سجدہ ریز ہوا بعد از سجدہ الحمدللہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے سن کر فرمایا۔ "اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور اسی لئے ہم نے تمہارا نام "محمد" رکھا۔ تجھ میں سے تخلیق کی ابتدا ہوئی اور تجھی پر نبوت و رسالت ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک کو اس نام مقدس کے ساتھ ایک ہزار برس پہلے آفرینش سے مخصوص فرمایا ابن عمار کی روایت ہے۔ دوسری روایت کو ابو نعیم کی حدیث میں ایسے ہے۔" میں نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر قبل آسمان و زمین پیدا کرنے کے لکھا۔

ب - اعجوبہ۔ ایک نام متعدد اشخاص پر مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اسم گرامی کی ایسے حفاظت فرمائی کہ زمانہ انبیاء سابقین سے لے کر قرب زمانہ آنحضرت ﷺ تک اہل عرب وغیرہ میں کوئی اس نام کا نہ ہونے پایا۔ لیکن جب زمانہ ظہور ذات بابرکات نزدیک ہو۔ علماء اہل کتاب نے حضور ﷺ کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں۔ بشارات غیبیہ ہونے لگیں۔ نام اقدس سب پر ظاہر ہوا۔ تب بعض اشخاص نے اس امید پر کہ شاید وہ در یتیم ہمارا ہی مولا ہو اور ہمیں عظمت عظمیٰ و دولت کبریٰ نصیب ہو۔ اپنی اولاد کو اس نام کے ساتھ مسمی کیا۔ لیکن حق تعالیٰ نے ان سب کو دعاء نبوت سے محفوظ رکھا اور یہی نام حضور ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے قلب میں القاء فرمایا اور بی بی آمنہ کے

ذریعہ ہاتف غیبی نے اس پر مطلع فرمایا۔ چنانچہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ تم ایسے بچے سے حاملہ ہو جو اس امت کے سردار ہیں اور جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

6- نام محمد کا معنی - (الف) - خطاب الٰہی ہوا محمد رسول اللہ یعنی اے سب سے زیادہ تعریف کئے گئے۔ اس وقت تعریف کس نے کی۔ خود اللہ تعالیٰ نے کی اور پھر تمام انبیاء۔ ملائیکہ اور کائنات کے ہر ذرے ذرے سے بھی تعریف کروائی۔ اس نام کے آداب بہت ہیں۔ اس سے پہلے اس کی عظمت و محبت کی کہانی روز حشر جو ہو گی وہ جان لیں۔ جب پوری کائنات سجدہ ریز ہو گی تو اللہ تعالیٰ پکارے گا ارفع راسک یا محمد۔ اے محمد اپنا سر مبارک اٹھاؤ۔ جن جن لوگوں کے ناموں کے ساتھ محمد ہو گا وہ سمجھیں گے کہ انہیں پکارا گیا ہے تو وہ سب سر اٹھائیں گے۔ اس پر دریائے رحمت الٰہی جوش میں آئے گا اور ندا ہو گی کہ جس جس کا نام محمد ہے اسے بخش دیا ہے یہ ہے محبوب کے نام کی عظمت و توقیر۔

ب - یا محمدؐ سے اللہ تعالیٰ نے 112 دفعہ پکارا۔ یہ تو وہ احادیث تھیں جن کے شروع میں یا محمد آتا ہے جن کے درمیان اور آخر میں یا محمد کا لفظ آیا ہے ان کا شمار ہی نہیں۔ شب معراج بھی اسی نام سے پکارا یا محمد انا وانت وما سوٰی ذالک خلقت لاجلکد۔ اے محمد میں ہوں۔ تو ہے اور باقی جو ہے وہ سب میں نے تیرے لئے پیدا کیا۔ کلمہ طیبہ کے علاوہ درود پاک میں نام محمد رکھ دیا کہ تمام مومن اور ملائیکہ بلکہ خود بھی یہی نام تسبیح کرتے رہیں۔ اذان میں بھی نام محمد اور اس کے ساتھ رسالت کا ذکر لازم قرار دے دیا گیا۔ گویا کہ ہر وقت کائنات کا ہر ذرہ محمد۔ محمد۔ کہتا رہے۔ قرآن میں صرف چار جگہ پر نام محمد آیا کیونکہ یہاں واقعی ذاتی نام کی ضرورت تھی نہ کہ صفاتی نام کی۔

ت - دنیا بھر میں سب سے زیادہ۔ نام محمد۔ یہود و نصاریٰ معترف ہیں کہ جس قدر چرچا و شہرہ نام "محمد" نے پایا ہے وہ کسی دوسرے نام سے نہیں پایا۔ حضرت عیسیٰ

کے ماننے والے یورپین اقوام کو دیکھئے کہ کوئی شخص اپنا نام حضرت عیسیٰ کے نام پر نہیں رکھتا مثلاً" کسی عیسائی کا نام آج تک نہ مسٹر عیسیٰ' یا مسٹر مسیح' نہیں مگر مسلمانوں کو دیکھئے کہ کسی کا نام "محمد احمد" ہے کسی کا نام "محمد دین" کوئی محمد بشیر ہے نام محمد کو شامل کرنا مسلمانوں کے لئے محبوب ہے۔ اسی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے ناموں میں نام 'محمد' کثرت سے ہے اور واضح دلیل یہ ہے کہ جس قدر درود پاک پڑھا جاتا ہے اور جس قدر چرچا و شہرہ اس نام پاک کو حاصل ہے اتنا درود و ذکر نہ کسی اور نام کا کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس قدر چرچا و شہرہ کسی اور نام کو حاصل ہے۔ غیر مسلمانوں نے ایک کتاب لکھی ہے "دنیا کے سو بڑے" اس کا نام ہے اور غیر مسلموں کے تعصب کے باوجود بھی نام "محمد" سرفہرست ہے۔ گو کہ ان کے نبی حضرت عیسیٰ کا نام تیسرے نمبر پر ہے۔

ش - برکات اسم "محمد" حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ گھر والوں میں اگر محمد نام کا بچہ ہوتا ہے تو اس گھر میں زیادہ سے زیادہ برکت ہوتی ہے بلکہ چالیس گھر ہمسائیگان کے اس نام پاک کی برکت سے روزی دیئے جائیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کی زیارت کریں جن کے گھروں سے احمد اور محمد نام والے ہیں۔ مدینہ پاک کے لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ جس گھر میں محمد نام والا ہوا اس نام پاک کے سبب سے اللہ تعالیٰ گھر والوں پر رزق فراخ کر دیتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کیا جائے گا حکم ہو گا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے کہ الٰہی ہم کس وجہ سے جنت کے حق دار ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا۔ اللہ فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے جس کا نام محمد یا احمد ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا (ابن کثیر۔ نسیم الریاض' مدارج) ایک اور روایت ہے جو فرمان نبوی ہے۔ "قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ جس کا نام محمد ہو وہ کھڑا ہو تاکہ اسے بہشت میں داخل کیا جائے - آپ نے فرمایا یہ محض میری عزت کی وجہ سے ہے۔

ج - تصدیق جبریل امینؑ - تاج المذکرین اور ثمار الفرادیس میں یہ واقعہ حضرت ابن عباسؓ کی زبانی درج ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت وجود عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا پھر مجھے پوچھا۔ تمہیں کس نے پیدا کیا۔ میں نے کہا تو نے اے پروردگار۔ بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کوئی خطاب نہ کیا گیا۔ فرمایا۔ جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا۔ میں نے کہا اے پروردگار تو نے۔ پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے کسی خطاب سے نہ نوازا گیا۔ پھر مجھ سے خطاب ہوا اور پوچھا گیا میں کون ہوں اور تم کون ہو۔ میں نے عرض کی۔ آپ اللہ تعالیٰ ہیں اور میں آپ کی مخلوق (بندگی کرنے والا) اللہ نے فرمایا تم نے صحیح کیا میں نے جرات کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی۔ حکم ہوا سامنے دیکھو میں نے سامنے نور دیکھا جس سے آنکھیں چندھیائی جا رہی تھیں میں نے پوچھا اللہ یہ نور کون ہے فرمایا یہ نور اس کا ہے۔ جس کی خاطر تمہیں پیدا کیا گیا۔ تمام مخلوقات کو اسی نور کی برکت سے پیدا کیا کروں گا۔ اس کا نام "محمد" (ﷺ) ہے۔

ح - محمد - کہاں - کہاں جنت کے ہر پتے پر۔ قلم نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے یہ عبارت لکھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسول اللہ۔ لوح محفوظ کے صدر دروازے پر لکھا ہے۔ عرش کے سراپردوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو فرمایا کہ وہ ماکان و مایکون کو عرش کے سراپردوں پر لکھے تو اس نے سب سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا عرش سدرۃ المنتہی پر۔ ملک و ملکوت میں۔ درخت پر سرجلی قلم سے۔ بلاد ہند کے درختوں پر۔ سفید مچھلی پر۔ سبز کیڑے پر۔ بادل پر۔ درخت پر۔ پتہ پتہ پر۔ خزانہ کی حفاظت پر۔ آدم علیہ السلام کی مہر پر۔ ایک لڑکے کے ماتھے پر۔ انسان کی آنکھ میں۔ بلقاء میں پتھر پر۔ 960ھ میں بکری پر۔ 1026ھ میں پتھر پر۔ دہلی میں سنگ مرمر پر۔ شجر نے گواہی دیتے وقت۔ ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریوں پر۔ گلاب کے پھولوں پر۔

خ - وسیلہ نام محمد - حضرت آدم علیہ السلام نے کیا کیا دعائیں کیں اور ان میں کوئی

تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی ہوئی ہو وہی جانتا ہے۔ ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ کرایا۔ اپنا مقرب بنایا۔ جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا بھی اس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے۔ اس قدر روئے کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا چالیس برس تک سر اوپر نہیں اٹھایا۔ حضرت آدم کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے۔ ایک حدیث میں ہے اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو ان کے بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ تین سو سال بعد یاد آیا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانب سونے کے پانی سے لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ چنانچہ پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اللھم انی اسئلک بحق محمد۔ (اے اللہ میں تجھ سے محمد کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔) اتنے سال اللہ دیکھتا رہا' سنتا رہا مگر انتظار کرتا رہا کہ کب آدم میرے محبوب کا نام لے اور پھر معافی ہو۔ چنانچہ فوراً" جبریل کو بھیجا کہ آدم سے پوچھو یہ کیسے یاد آیا۔ تو جبریل نے کہا کہ اے آدم تجھے محمد کا نام کیسے یاد آیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ جب میرے جسم میں پوری طرح جان نہ پڑی تھی تو میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر گر پڑا تو پھر میری آنکھیں جو دیکھ رہی تھیں وہ یہ کہ عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لکھا ہے۔ تو میں نے جانا کہ جس ہستی کا نام نامی لکھا ہے اسی کا واسطہ دیتا ہوں۔ چنانچہ پھر توبہ قبول ہو گئی۔

د - **وصیت آدم - اے فرزند محمد کو نہ بھولنا** - ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو فرمایا کہ اے فرزند میرے بعد تم میرے خلیفہ اور جانشین ہو جب بھی تم اللہ کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد کو یاد کرنا اس لئے کہ میں نے یہ نام مبارک ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ حالانکہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی وہاں میں نے کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں اسم محمد نہ لکھا ہو۔ بے شک میرے رب تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا

اور میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسم محمد نہ لکھا ہو اور میں نے حور العین کی پیشانیوں پر۔ طوبیٰ کے درخت کے پتوں پر۔ سدرۃ المنتھی کے ہر پتہ پر اور اطراف حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر یہی نام لکھا ہوا دیکھا لہٰذا اے فرزند ذکر محمد بہت زیادہ کرنا۔

ذ - نام محمدؐ - چومنے والے - بنی اسرائیل میں ایک بدکار شخص تھا جس نے عرصہ دراز تک خدا کی نا فرمانی کی۔ جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے اٹھا کر ایک گندی جگہ پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسے وہاں سے اٹھا کر اس کا جنازہ پڑھئے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی الٰہی! یہ بدکار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی تھا مگر جب تورات کھولتا تھا تو نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ کر اسے چوم لیا کرتا تھا اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیا کرتا تھا اور درود شریف پڑھا کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ نے آدم کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور مصطفوی چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی۔ اسی وجہ سے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال کو حضرت آدم کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو آدم نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا اس وجہ سے یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا۔

7 - انبیائے کرام کے لئے نام محمد

الف - کشتی نوح - معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوتے تو فرمان الٰہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجئے۔ حضرت نوح نے بموجب حکم الٰہی تمام تختوں پر انبیاء علیہ

السلام کے نام لکھے۔ صبح اٹھ کر سب کو محو پایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر محو پایا۔ بہت مضطر ہوئے کہ ہر روز محنت رائیگاں ہوتی ہے وحی الٰہی آئی۔ حکم ہوا کہ اے نوح (علیہ السلام) ان اسماء کو ہمارے نام سے ابتدا کرو اور ہمارے حبیب علیہ السلام پر ختم کرو۔ یہی نام محو ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کا نام نامی منقوش فرما چکے تو ندا آئی۔ یا نوح الان قدتمت سفینتک یعنی اے نوح (علیہ السلام) اب آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی۔

ب - حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا۔ حضرت محمد ﷺ کے نور کے سبب سے اور آپ کی برکت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فدیہ ملا۔

ت - **حضرت یوسف علیہ السلام کی نجات** - حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے چنانچہ درجات جنت حور و قصور دیکھے عرش مجید کو ملائکہ کی نوری جماعتوں کے ساتھ دیکھا۔ عرش کے ارد گرد ماحول کو ملاحظہ فرمایا۔ بہت سے ملائکہ کو مشغول استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے بتایا حضور نبی الرحمہ و شفیع الامتہ ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور ﷺ کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام کی برکت سے کنویں میں ایک ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں کناروں کو چھو رہی تھیں۔ میوے پکے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صبر و قناعت کا ثمرہ بن کر خوراک بنے۔ پھر حضور ﷺ کی برکت سے اس چاہ کناں سے نجات پائی۔

ث - مہر سلیمانی پر نام محمد - حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کی انگشتری پر منقوش تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو آپ قضائے حاجت اور دیگر بشری ضروریات کے وقت اتار لیا کرتے تھے ادب کی خاطر۔

ج - نار دوزخ بجھ گئی تیرا نام سن کر۔ حضرت شیخ الامام محمد المہدی الفاسی مطالع المسرت میں لکھتے ہیں کہ حفاظ قرآن کی جماعت دوزخ میں داخل ہو گی ان کے دل سے اسم گرامی بھلا دیا جائے گا۔ لیکن بعد کو حضرت جبریل علیہ السلام انہیں یاد دلائیں گے۔ تو پھر جب وہ حضور ﷺ کا اسم گرامی زبان پر لائیں گے تو ان پر آگ بجھ جائے گی اس کے بعد دوزخ سے نکالا جائے گا۔

ح - نام محمد پر درود شریف پڑھنا - درود شریف کی برکات و فوائد تو بہت ہیں۔ ویسے بھی حضور ﷺ کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ ان کا شمار ہو سکتا ہے نہ ان کی حق ادائیگی ہو سکتی ہے اس بنا پر جتنا بھی زیادہ سے زیادہ درود پاک میں رطب اللسان رہتا کم تھا۔ اللهم صل علی محمد و علی ال محمد غور کرو۔ اللہ نے کہا کہ میرے محبوب کا نام محمد دو دفعہ لو (گو کہ میرا نام ایک ہی دفعہ آئے گا)

1 - اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس حق ادائیگی کے اوپر بھی سینکڑوں اجر و ثواب اور احسانات فرمادیئے۔

2 - درود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہ بندے پر درود بھیجتا ہے۔

3 - درود شریف پڑھنے والے پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

4 - حضور ﷺ اس پر خود درود بھیجتے ہیں۔

5 - درود شریف پڑھنے والے کی خطائیں معاف اور ان کے اعمال کو پاکیز بنا دیا جاتا ہے۔

6 - ان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

7 - ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

8 - درود خود مغفرت طلب کرتا ہے۔

9 - درود پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں ایک قیراط کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور قیراط بھی جو احد پہاڑ کے برابر ہو۔

10 - اس کے اعمال کو ایک بڑی ترازو میں تولا جاتا ہے۔

11 - جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنائے اس کو دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی

کفایت ہوتی ہے۔

12 - اس کا ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

13 - اس کے پڑھنے کی وجہ سے خطرات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

14 - نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن اس کے لئے شاہد و گواہ بنتے ہیں۔

15 - آپ کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوتی ہے۔

16 - اللہ کی رضا اور اس کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

17 - اس کی ناراضگی سے امن حاصل ہوتا ہے۔

18 - قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہو گا۔

19 - حوض کوثر پر حاضری نصیب ہو گی۔

20 - اعمال کے تلنے کے وقت نیک اعمال کا پلڑہ بھاری ہو گا۔

21 - قیامت کے دن کی پیاس سے امن نصیب ہو گا۔

22 - جہنم کی آگ سے خلاصی نصیب ہو گی۔

23 - پل صراط پر سے سہولت سے گذر جائے گا۔

24 - مرنے سے پہلے اپنا مقرب ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا۔

25 - جنت میں بہت ساری بیبیاں ملیں گی۔

26 - اس کا ثواب بیس جہادوں سے زیادہ ہو گا۔

27 - نادار کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہو گا۔

28 - اس کی وجہ سے مال میں برکت ہو گی۔

29 - اس کی برکت سے سو حاجتیں بلکہ اس سے زیادہ پوری ہوں گی۔

30 - اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب۔

31 - مجالس کے لئے زینت ہے۔

32 - فقر اور تنگی معیشت کو دور کرتا ہے۔

33 - اس کے ذریعہ سے اسباب خیر تلاش کئے جاتے ہیں۔

34 - قیامت کے دن حضور ﷺ کا قرب حاصل ہو گا۔

35 - وشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کا ذریعہ۔

36 - دلوں کو نفاق اور زنگ سے پاک کرتا ہے۔

37 - لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کا ذریعہ۔

38 - خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا باعث

39 - اس کا پڑھنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے کہ لوگ اس کی غیبت کریں۔

40 - افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

41 - پڑھنے والے کا نام آقا محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

چوتھا باب

گر تو نہ ہوتا تو-----

کچھ نہ ہوتا

لولاک لما خلقت الافلاک

لولاک لما اظھرۃ الربوبیہ

8- اگر-تو نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا (اللہ تعالیٰ نے کہا)

الف - عقلی دلائل - ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ اس کی ابتدا نہ انتہاء۔ نیز عقل سلیم یہ بھی ماننے پر مجبور ہے کہ ایسی ذات پر انتہا ہونی چاہیے جس کو خلاق عالم نے سب سے پہلے پیدا کیا ہو اور عالم ایجاد میں سب سے اول اسی پر فیضان فرمایا ہو۔ اس وقت تمام مخلوقات سارے موجودات معدوم ہوں اور صرف وہی ایک ذات لباس وجود سے متصف ہو کر مخلوق اول کہلانے کی مستحق ہو۔ اسلام نے اسی مخلوق اول کا نام نور محمد ﷺ فرمایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم کی ذات اقدس کو رحمتہ اللعالمین کا لقب عطا فرمایا ہے کہ عالمین (ماسوا اللہ) کے ذرہ ذرہ کی آپ رحمت ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ رحمت محتاج الیہ اور جسے رحمت کی ضرورت ہو وہ محتاج ہے اور ظاہر ہے محتاج الیہ کا وجود محتاج سے پہلے ہو۔ اسی لئے آپ ﷺ کا قلم، لوح، عرش سے سب سے پہلے ہونا ضروری ٹھہرا۔ دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ عالمین کی تخلیق سے کوئی حاجت نہیں وہ ہر ضرورت اور ہر حاجت سے مبرا ہے۔ کوئی شے ہو تو اللہ ہے نہ بھی ہو تو بھی وہ اللہ ہے۔ نہ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت ہے نہ کسی کے ذکر و فکر کی اسی لئے جملہ عالم کی تخلیق کسی اور غرض و غایت پر مبنی ہو اور وہ غرض و غایت مخلوق میں سے کسی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
یہ نہ تھے عالم نہ تھا یہ نہیں عالم نہیں

ب - اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی۔ "اے عیسیٰ علیہ السلام! ایمان لا محمد ﷺ پر اور تیری امت سے جو لوگ آئندہ زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کیونکہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتا میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ نہ جنت نہ دوزخ بناتا۔ جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اس میں جنبش تھی۔ میں نے اس پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ ٹھہر گیا۔"

ت - حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک روز جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی زبور پڑھتے وقت ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے میرے دل کو چین' جان کو آرام حاصل ہوتا ہے اور میرا تمام عبادت خانہ اس سے روشن و منور ہو جاتا ہے اور محراب و در جنبش میں آ جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا "یہ نور ہمارے حبیب محمد ﷺ کا ہے۔ اسی کے باعث میں نے دنیا و آخرت و آدم و حوا اور جنت و دوزخ پیدا فرمائے۔" دنیا و مافیہا اور جملہ انبیاء والمرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین حضور ہی صدقے میں خلق فرمائے گئے۔ اور حضور ہی کے طفیل عالم ظہور میں لائے گئے۔

ث - حضرت عبداللہ بن عباس اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے الواح عنایت ہوئیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی "الٰہی! تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو اس کے ساتھ مکرم نہ کیا۔" فرمان آیا "اے موسیٰ! چونکہ ہم نے قلب کو اپنے سب نبیوں سے سے زیادہ متواضع پایا لہٰذا کلام و رسالت سے نرم فرمایا۔" فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین و مت علی التوحید وحب محمد عرض کی "خداوندا! محمد کون ہے؟ جس کی محبت تیری توحید سے مقروں ہے۔" ارشاد ہوا "محمد وہ ہے جس کا نام نامی 2 ہزار سال پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ساق عرش پر رکھا۔ اگر تو مجھ سے تقرب و نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر۔" موسیٰؑ نے عرض کی "الٰہی! مجھے محمد سے آگاہ کر دے۔ محمد کون

ہیں جن کے بجز تجھ سے نزدیکی ہو نہیں ہو سکتی۔" خطاب آیا "اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں بہشت، دوزخ، سورج، چاند، ستارے، رات، دن، ملائکہ و انبیاء، مرسل کسی کو پیدا نہ کرتا اور نہ تجھے بناتا۔

(تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی- لولاک لما خلقت الافلاک)

(لولاک لما اظهرة الربوبیہ -تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا)

ج - مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے جو کہ میں نے ایک روز آنحضرت ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کس سے مخلوق فرمائے گئے۔ فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہوئی میں نے عرض کی اے رب تو نے مجھے کس سے پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا اپنے عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا پھر میں نے یہی عرض کیا پھر خطاب ہوا۔ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنت و دوزخ نہ بناتا۔

ح - حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر وحی بھیجی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

خ - حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس جبرائیل نے حاضر ہو کر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -اگر تم نہ ہوتے جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

د - ابن عساکر نے روایت کی کہ سلمانؓ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین فرمائیے کہ میں نے دنیا اور مافیہا کو صرف اس لئے پیدا فرمایا کہ آپ کی شرافت و بزرگی و مرتبہ معلوم ہو اگر آپ نہ

ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ حدیث پاک سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ آپ مقصود کائنات ہیں وہاں یہ بھی واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب اکرم ﷺ کا چرچا مطلوب ہے۔ (مطالعہ السرات - جواہر البحار - مجموع الاربعین)

ذ - تجلی الیقین میں شیخ الامتہ شاہ احمد رضاؒ لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ حق جل جلالہ اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے یا محمد انت نور نوری و سر سری و کنوز ہدایتی و خزائن معرفتی جعلت فدالک ملکی الی تحت الارضین من العرش کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد اے محمد ﷺ تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے۔ میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ تجھ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد ﷺ

ر - حضرت عبدالکریم الجیلیؒ نے روایت نقل کی کہ بے شک اللہ نے حضور ﷺ کو شب معراج فرمایا۔ آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔ (جواہر البحار، ص 231)

ز - سیدنا مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ "اللہ نے اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا۔ اے حبیب! اگر آپ کو پیدا نہ کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ فرماتا۔"

س - مولوی زکریا سہارنپوری نے حکایت بیان کی ہے - ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سرخی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس قصہ کو ابو یعقوب سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تعجب کی بات نہیں۔ میں نے اس سے ایک پھلی سکھا رکھی تھی اس کی ایک کلن پر لا الہ الا اللہ اور دوسری پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ (خصائص الکبریٰ للسیوطی - الوفا باحوال المصطفیٰ - مستدرک - ابن عساکر - زرقانی شریف - مواہب لدنیا)

پانچواں باب

توحید کیا ہے؟ شرک کیا ہے؟

صفات الٰہی سے شرک نہیں ہوتا

9- الوہیت

الف - ذات الٰہی - ایک ذات جس کے لئے ہر قسم کی عبادت اور پرستش ہے۔ جس کے آگے سر جھکایا جائے جس کے آگے سجدہ کیا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے اللہ کا تصور نہ کیا جائے کیونکہ اللہ صرف اور صرف ایک ہے۔ یہ توحید ہے اور اسے الوہیت بھی کہتے ہیں۔ کفار مکہ نے بتوں کی پرستش کر کے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شرک کا ارتکاب کیا اور مشرک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی نسبت عبادت سے ہے۔ اپنی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پانچ جگہ ایک انداز میں ذکر کیا -1- لا الہ الا انا (النحل 16/2) -2- لا الہ الا انا (طٰہٰ 20/14) -3- لا الہ الا انا (الانبیاء 21/35) -4- انا اللہ (النمل 27/9) -5- انا اللہ (القصص 28/30)

ب - شرک کیا ہے؟ - شرک کے لغوی معنی حصہ ہیں۔ یہ لفظ قرآن میں 168 دفعہ آیا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی اور کو حصہ دار بنانا شرک کرنا ہے۔ قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے شریکوں کے متعلق پانچ جگہوں پر فرمایا۔ این شرکاء ی (نحل- 16/27) - نادو شرکاء ی (کہف- 18/52) - این شرکاء ی (القصص- 28/62 - 28/74) (حم سجدہ- 41/48) یہ خطاب قیامت کے دن بت پرستوں سے ہو گا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں جن کو شریک کیا گیا وہ اللہ نے "میرے شریک" کہہ کر مخاطب کیا۔ صفات الٰہی کے متعلق کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا

کہ کہاں ہیں۔ میرے شریک جو میری صفت کے حامل ہیں۔ بلکہ یہی کہا کہ کہاں ہیں میرے شریک جن کی تم پوجا کیا کرتے تھے۔

ت - صفات الٰہی سے شرک نہیں ہوتا - اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سے بندوں کو نوازا۔ کریم، رحیم، رؤف، علیم، خبیر، سمیع، بصیر وغیرہ۔ جو صفات الٰہی ہیں۔ وہ اللہ کے عام بندوں میں، برگزیدہ بندوں میں اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہمارے آقا ﷺ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں کہا "لا کریم الا انا - لا رحیم الا انا - لا علیم الا انا - وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ خود انسان کو پیدا کر کے فرمایا فجعلنه سميع بصيرا حضرت یوسف علیہ السلام نے خود اپنے متعلق کہا انی حفیظ علیم۔

اللہ نے ہمارے آقا ﷺ کو رؤف الرحیم کہا۔ بلکہ لولاک لما اظهرة الربوبیه فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم صفت "خالقیت" ہے۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو عطا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا انی اخلق - - - - (باذن الله) "ربوبیت" کی صفت کے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قیدی ساتھی کی رہائی پر اسے کہا اذکرنی عند ربک - ارجع الی ربک (اس سے مراد بادشاہ وقت تھا)

ث - صفات الٰہی کے حامل ہونے کا پیمانہ - یہ بہت ضروری ہے کہ جانا جائے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا حامل انسانوں کو بنایا مگر کمتر درجے کے ساتھ۔ یہ میں عام انسانوں کی بات کر رہا ہوں اور اس میں سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے باقی تمام انسانیت ہے۔ اسی لئے صفات کا حامل ہونا شرک نہیں ہے۔

ج - حقیقت مصطفیٰ ﷺ - آپ کا فرمان "اے ابوبکر میری حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" پھر ایک اور موقع پر فرمایا صحابہ کرام سے۔ "میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ اور جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ گویا کہ آپ ﷺ کا صفات الٰہی کا حامل ہونے کا پیمانہ صرف اللہ کو ہی معلوم ہے۔ مگر آج کل کے

مولویوں نے خود اپنے ایک چھٹانک کے مغز سے۔ پیمانے بنائے ہیں۔ کوئی آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نکتہ چینی کر رہا ہے اور نورانیت سے منکر ہو کر ایمان گنوا رہا ہے تو کوئی آپ ﷺ کے کمالات، صفات، جمالات اور معجزات میں نکتہ چینی کر رہا ہے اور کوئی آپ ﷺ کے "علم مبارک" کو محدود کہہ رہا ہے۔ اگرچہ اسے حدود اربعہ کا پتہ نہیں ہے اور اس طرح آپ ﷺ کے فرمان سے بغاوت کر رہا ہے یعنی کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ انہیں معلوم ہے اور پھر اپنی تحریروں اور تقریروں میں بڑھ چڑھ کر بولتے ہیں اور سستی شہرت پاتے ہیں۔

ح - فرمان نبوی ہے - "جو لوگ اللہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ اچھی بات کہیں ورنہ خاموش رہیں۔" کتنا پیارا قول ہے ہادی برحق کا۔ کیسے بچا رہے ہیں دوزخ میں گرنے سے۔ اگر انسان کی عقل و ذہانت (I.Q) کا معیار اچھا نہیں ہے تو بہتر ہے کہ خاموش رہے چہ جائیکہ اپنی رائے کا اظہار کر کے ایمان بھی گنوا بیٹھے۔

خ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وما ارسلنک الا رحمته اللعالمین - کتنے عالمین ہیں۔ یہ تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ انسانی ذہن صرف قیاس ہی کر سکتا ہے۔ پورے عالمین کی لسٹ نہیں بنا سکتا۔ اگر بنا سکتا ہوتا تو پھر کتابی صورت میں ایک لسٹ بازار سے مل جاتی۔ چنانچہ جتنے بھی عالمین ہیں، صرف اور صرف آپ ﷺ ہی جانتے ہیں یا اللہ جانتا ہے اور دوسری بات اللہ تعالیٰ کا اپنے متعلق فرمانا "رب العالمین" یعنی کہ فرمان الٰہی اقرار کر رہا ہے کہ اے حبیب جتنے جہانوں کا میں رب ہوں۔ آپ اتنے ہی جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ کیا یہ شرک ہے؟ نہیں یہ شرک نہیں ہے۔ خصوصاً" صرف اور صرف جب محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کی بات ہو۔ یہ محبوبیت ہے۔

د - عقلی دلیل - انسان کو تو خود اپنے متعلق پتہ نہیں کہ کیا کرتا تھا ماضی میں۔ بلکہ جب اعمال نامے ملیں گے تو حیرت سے کہے گا کہ ہائے اتنی چھوٹی چھوٹی بات (جو کہ

اسے بھی معلوم نہ تھی) بھی لکھ دی گئی ہے۔ انسان تو روزمرہ کے جھمیلوں میں اتنا گم ہے کہ اپنے آپ سے ناآشنا ہے۔ کسی کو برائی اور بھلائی کا فرق معلوم نہیں۔ تو کوئی ریاکاری میں مشغول ہے۔ تو کوئی سستی شہرت حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ آج کل کے دور میں تو مولوی حضرات میں "میں" بہت آگئی ہے۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ میں فلاں سے بڑا علامہ ہوں۔ اور شرک کے فتووں کے دفتر کھول دیئے ہیں۔

خلاصہ - یہ کہ جب انسان اپنے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعلق خصوصاً" جب صفات کا ذکر ہو۔ لب کشائی کرنا تیز دھار تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اور بڑے لوگوں نے نکتہ چینی کر کے ایمان گنوایا۔

بہتر یہی ہے - کہ آپ ﷺ کی صفات مبارک کے متعلق اپنی رائے نہ دے اور یہی کہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اور بذات خود شرک کے فتوے دینے سے گریز کرے۔

اللہ تعالیٰ نے کیا کہا

حاکم کی حاکمیت سے ایمان کی نسبت

10 - قرآن کہتا ہے - فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما - (النساء - 4 - 45)

ترجمہ - اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

الف - شان نزول - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا آپس میں جھگڑا ہوا تو یہودی نے منافق سے کہا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں اس لئے کہ آپ حق فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن منافق کہتا تھا کہ کعب بن اشرف کے ہاں چلیں۔ اس لئے کو وہ رشوت لینے کا عادی تھا۔ چونکہ حق یہودی کا تھا اس لئے منافق کا اصرار تھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہی نہ ہوں مگر یہودی نے منافق کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری پر مجبور کر دیا۔ یہودی و منافق نے اپنا اپنا بیان دیا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا تو منافق اس پر راضی نہ ہوا اور کہا کہ حضرت ابوبکر کے پاس چلتے ہیں۔ انہوں نے بھی وہی فیصلہ دیا جو حضور ﷺ نے دیا تھا۔ منافق پھر راضی نہ ہوا اور کہا کہ عمر بن الخطاب کے پاس چلتے ہیں۔ جب وہ دونوں حضرت عمر بن خطاب کے ہاں حاظر ہوئے تو یہودی نے کہا کہ حضور ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے لیکن یہ نہیں مانتا۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے؟ منافق نے کہا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو میں ابھی آیا۔ آپ گئے اور تلوار لے کر آ

گئے اور منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے فیصلہ کا منکر ہے، عمر اس کا فیصلہ ایسے کرتا ہے۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہی آیت لے کر نازل ہوئے اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حق و باطل کا فرق واضح کر دیا۔ اس لئے آج کے بعد ان کا نام "فاروق" ہے۔

ب - مقام غور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ﷺ کی حاکمیت کے لئے سب سے پہلے اپنی ربوبیت کی قسم کھائی پھر ایک فیصلہ اسی دنیا میں سنا دیا کہ یہ مومن ہی نہ ہوں گے جب تک تیری حاکمیت کو تسلیم نہ کریں گے۔ ایمان کی قیمت لگ گئی ہے۔ ساری زندگی کی نیکیاں، ساری زندگی کی پارسائی صرف اس صورت میں اللہ کو قبول ہے اگر تم اس کے محبوب ﷺ کی حاکمیت کو مان لو، اگر قبول نہ کرو گے تو پھر سب کچھ ضائع ہو گیا۔ نہ کلمہ پڑھنے کا صلہ۔ نہ نیک کاموں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کس کام کے۔ یہ ہو چکا ہے منافقین مدینہ کے ساتھ۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھیوں نے آقا ﷺ کی ذات، کمالات، جمالات، صفات اور معجزات میں نکتہ چینیاں کیں۔ ان پر دل سے ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے فیصلہ سنا دیئے۔ سورۃ توبہ میں بڑی تفصیل سے ان منافقین کے متعلق ذکر ہے۔ آقا ﷺ کی شان اقدس میں نکتہ چینی کرنے کے بعد اللہ کی قسمیں کھانا شروع کر دیتے کہ ہم نے یہ نہیں کہا۔ اللہ کہتا ہے یحلفون باالله ما قالو و لقد قالو کلمته الکفر و کفرو بعد اسلا مھم (ترجمہ - اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا۔ بے شک انہوں نے کلمہ کفر کہے اور کافر ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد) ایک اور جگہ فرمایا - قل ابا الله وایته ورسوله کنتم تستھزؤن لا تعتذرو قد کفرتم بعد ایمانکم (ترجمہ - اے حبیب آپ کہہ دیں کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کا تم ٹھٹھہ کرتے ہو۔ اب بہانے مت بناؤ۔ تم کافر ہو چکے ہو ایمان لانے کے بعد) یہ اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں فیصلے سنا دیئے۔ ان کے متعلق جو حاکمیت مصطفیٰ کے منکر ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ قرآن میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے

ان منافقین کو خبیث کا لقب دیا اور ان کے لئے عذاب الیم کی بشارت دے دی۔ یہ بہت ہی بڑا فیصلہ ہے اور پھر سزا اس کی یہ ہے کہ منافقین دوزخ کے سب سے برے درجے میں ہوں گے اس سے ایک درجہ کم میں کافر و مشرک ہوں گے۔ گویا کہ منافقین کا جرم کافر و مشرک کے جرم سے زیادہ سنگین ہے۔

حاکم کی حاکمیت اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے

11 - **فرمان الٰہی ہے۔** وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین۔

الف - اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہاں دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو جہانوں کی تعداد ہے اور دوسرا آپ ﷺ کا تشریف لانا۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بھیجا وہ جاتا ہے' آتا وہ ہے جس کا پہلے سے وجود ہو یہ ایک عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی (ﷺ) کی تخلیق کی اور ایک جہاں وجود میں آگیا۔ جہاں وجود میں آگیا تو اس کے لئے رحمت کونسا ہے پھر اس جہاں کے لئے رسول کون ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ جب جہاں پیدا کئے تو اس کے لئے رسول بھی بھیجے اور یہاں تو ابھی ابتدا ہی ہے۔ ابتدا کرنے کے لئے تو رسول کا ہونا ایک اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ جہاں کی ابتدا ہوتے ہی رسول ضروری ہے اور رسول ﷺ ہمارے آقا ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب جہاں پیدا ہو گئے مخلوق کی تخلیق شروع ہو گئی تو پھر اس مخلوق کا حاکم مقرر کرنا بھی لازمی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکامات پر عمل کرائے۔ چنانچہ نور کو رسالت سے نوازا (وہی حاکم ہوا۔) کتنی آسان سی بات ہے۔ جہانوں کی تعداد کے بارے میں سنا ہے اٹھارہ ہزار ہے۔ یہ بھی آقا ﷺ جو کہ "صاحب کلی علم غیب ہیں" نے بتایا کیونکہ آپ ان اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

ب - جہانوں کی تعداد تو معلوم ہو گئی کہ اٹھارہ ہزار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ ان اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ جہانوں کی کل تعداد اتنی ہی ہے کیونکہ اللہ

تعالیٰ نے اپنے متعلق کہا ہے کہ وہ "رب العالمین" ہے اگر زیادہ جہاں ہوتے تو ضرور وضاحت ملتی کہ میں تو اتنے ہزار جہانوں کا رب ہوں اور تو اتنے ہزار جہانوں کے لئے رحمت۔ گویا کہ جہانوں کی تعداد برابر ہے۔ مگر اس سے شرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ اوصاف سے شرک نہیں ہوتا۔ یہ تو محبوبیت ہے۔

ت - اٹھارہ ہزار جہانوں پر رحمت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ضروری ہیں۔

1 - تمام جہانوں میں جو کچھ ہو رہا ہے یا جو کچھ ہونے والا ہے اس کا پتہ ہو۔

2 - تمام جہانوں میں کس کس کو رحمت درکار ہے اور کتنی کتنی؟

3 - رحمت کرنے والے میں اتنی طاقت ہو کہ وہ رحمت کر سکے یعنی کہ وہ بااختیار ہو۔

4 - تمام جہاں اس کی پہنچ میں ہو تب ہی تو رحمت پہنچا سکے گا۔

5 - اس کی رحمت اتنی زیادہ ہو کہ کبھی ختم نہ ہونے والی ہو جب تک کوئی نہ کوئی جہاں ہو۔

ث - رحمتہ اور عالمین تو سمجھ لئے - ابھی بھیجا جانا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اس میں الفاظ ایسے ہیں ارسلناک کے بعد لفظ الا آتا ہے یعنی کہ آپ کے بھیجے جانے کا مقصد ہی رحمت کرنا ہے یہ ایک گویا کہ اٹل حقیقت ہے آپ نہ آتے تو رحمت نہ ہوتی۔ (جیسے اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے ہیں لا الہ اور پھر الا اللہ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی اٹل دلیل کہ اور کوئی الٰہ نہیں)

ج - حاکم کائنات کی یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ تمام مخلوق کے لئے اور تمام اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ اور اس کی حاکمیت اس وقت ہی شروع ہو گئی جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے جہاں پیدا کرنے کی ابتدا کی جو تخلیق نور محبوب ﷺ سے ہوئی۔

جہاں جہاں اللہ کی الوہیت

وہاں وہاں حاکم کی سلطنت

12 - فرمان الٰہی ہے - قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔"

الف - یہاں "قل" میں خطاب حضور ﷺ سے ہے اور روئے سخن تمام مخلوق سے ہے۔ چونکہ انسان ساری مخلوق میں سب سے افضل ہے اس لئے اس کا نام لیا گیا۔ حالانکہ انسانوں ملائیکہ اور جنوں کے علاوہ ہر مخلوق حضور ﷺ کی امتی ہے۔ حشرات الارض، چرند پرند، درندے، کنکر، پتھر، درخت نے حضور کا کلمہ پڑھا۔ حضور کے حکم پر درخت چل کر حاضر ہوئے۔ اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ سورج لوٹا، بادل آیا برسا اور اشارہ پر ہی کھل گیا۔ عرش معلی تخلیق کے وقت بے قرار ہوا جب نام محمد لکھا گیا تو اسے قرار آگیا۔ فرشتے ہمیشہ حضور پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ہے ان سب کے امتی ہونے اور حضور انور کے ان سب کا نبی ہونے کی دلیل۔ حضور ﷺ اٹھارہ ہزار جہانوں میں بھی سب کے نبی و رسول ہیں۔

ب - رسالت کی حدیں بھی اللہ تعالیٰ نے آیت کے اگلے حصہ میں بتا دیں۔ الذی لہ ملک السموت والا رض کہ وہ اللہ جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پہ ہے۔ گویا کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی الوہیت ہے ایسے ہی رسول اعظم کی رسالت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کا خدا ہے حضور ﷺ اس کے رسول ہیں۔ یہ بہت ہی آسان بات ہے جو کہ بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

ت - اس آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت بیان کرنے کے بعد یعنی کہ لا الہ الا ھوا یحیی و یمیت کے بعد پھر حکم دیتا ہے کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو خبریں دینے والا بے پڑھا ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور باتوں پر اس کی اور پیروی کرو (واتبعوہ لعلکم تھتدون) تاکہ تم ہدایت پاؤ - یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور فلاح کو کائنات کے رسول ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔

ث - اگر رسول کی رسالت پر ایمان نہ لاؤ گے تو فلاح نہیں ملے گی۔ تمام انبیاء کرام حضور ﷺ کے امتی ہیں اور ان سب نے آپ کی رسالت پر ایمان لایا۔ آخری

لفظ "جمیعا" میں تمام باتیں سما گئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے نائب اعظم اس مخلوق کے حاکم۔ اس سلطنت کے سلطان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ہدایت چاہتے ہو ورنہ نافرمانی، ایمان نہ لانے کی صورت میں بربادی اور جہنم مقدر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا اقرار کرنے والوں کے لئے بھی یہ لازم ٹھہرایا کہ اس کے محبوب حاکم کائنات کی رسالت کا اقرار کیا جائے۔ اگر رسول کی رسالت پر ایمان نہ لائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کوئی فائدہ نہ دے گا۔

حاکم کائنات کا اپنی سلطنت کا دورہ

13 - فرمان الٰہی ہے - یمعشر الجن ولا نس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت والا رض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطن - (الرحمٰن) اے جن و انسان کے گروہ اگر تم میں استطاعت ہو تو آسمان جو قطار در قطار ہیں اور زمین کی حدوں کو پار کرو۔ بجز سلطان کے (جو حاکم ہے)

الف - سلطان کے معنی سلطنت والا ہے اور سلطنت والے کو حاکم کہتے ہیں۔ سلطان کے معنی اور بھی ہیں مثلاً" غلبہ والا - سند والا اور بااختیار - تو واضح ہوا کہ ایک ایسی ہستی ہے جو سلطنت کا حاکم ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت کا حاکم بنایا ہے۔ حاکم ہونے کے ناطے وہ بااختیار ہے اس کا اس کی سلطنت پر غلبہ ہے۔ تب ہی تو وہ سلطنت کا حاکم ہے۔ اس کی سلطنت کو کائنات بھی کہتے ہیں۔

اس آیتہ میں انسانوں اور جنوں سے خطاب ہوا اور پھر آسمانوں اور زمین کا ذکر خیال رہے کہ ملائیکہ کا ذکر اس لئے نہ ہوا کہ آسمانوں پر ان کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں اور کچھ کی زمین پر - مگر انسان اور جن آسمانوں اور اس کے اوپر نہیں جا سکتے۔ صرف انبیاء اور رسل اور ملائیکہ کی پہنچ کی انتہا کا ذکر ہوا ہے اور وہ حد سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

ب - دورۂ سلطنت کی عقلی دلیل - یہ ایک عام فہم بات ہے کہ کسی بھی ملک کا حاکم اپنے ملک کا دورہ کرتا ہے۔ اس کی رعایا میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے

حاکم کے دیدار کی جھلک دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ اچھے ہیں یا برے ہیں۔ کیا انہوں نے احکام حکومت پر عمل کیا ہے۔ اگر نہیں کیا ہے تو اس کے رد عمل میں ان کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ بالکل اسی طرح اس کائنات کے حاکم محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت کی سیر کرائی تا کہ ان نشانیوں کا مشاہدہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے بنائیں ہیں۔

ت - حاکم کے دورہ سلطنت کی تفصیل - قرآن کہتا ہے کہ سبحان الذی اسری بعلہ لیلا" (ترجمہ - پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے ارد گرد برکتیں ہیں تا کہ اپنی نشانیاں دکھائے۔ بے شک وہ (محبوب ﷺ) سمیع اور بصیر ہے۔ اس آیتہ میں دو باتیں بہت ہی واضح ہیں۔

1 - پاک ذات سیر کروانے کے لئے لے گئی

2 - مسجد اقصیٰ تک۔ اس کے ظاہری معنی تو بیت المقدس ہیں مگر باطنی معنی ایک وہ سجدہ کی جگہ جو بہت دور ہے یعنی کہ وہ سجدہ گاہ جہاں محبوب ﷺ کا نور سجدہ ریز رہا۔ اور چونکہ اس کے اررد گرد ماحول کا ذکر ہوا ہے کہ اس کے ارد گرد برکتیں ہیں تو یہ تو وہی سجدہ گاہ ہے جس کے ارد گرد برکتیں ہیں اور پھر اس سے اور آگے پڑھیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کی نشانیوں کا ذکر ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا پتہ بھی وہاں ہی چلتا ہے۔ آقا ﷺ کے واقعہ معراج تو تمام تفاسیر اور کتب میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا ملے گا۔ مگر یہاں کی تفصیل ایک ایسے حوالے سے ملے گی۔ جو کہ ایک حاکم کے دورہ کے زاویہ نگاہ سے ہے۔ آپ ﷺ پہلے بیت المقدس میں تشریف لے گئے۔ یہ ضروری تھا کہ ایک ایسی جگہ کا انتخاب ہو جو سب لوگوں نے دیکھی ہو اور پھر اس واقعہ پر بات چیت ہو سکے۔ ورنہ مکہ سے سیدھے آسمانوں کی طرف بھی جا سکتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو اگلی صبح کفار مکہ نے صاف انکار اس بنا پر کرنا تھا کہ وہ ان چیزوں کو مانتے ہی نہیں اس لئے وہ بحث کیا کریں۔ مگر چونکہ ابو جہل اور کئی اور لوگ بیت المقدس گئے ہوئے تھے اس لئے وہ فورا" بحث میں پڑ گئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

وہاں کا سفر تو دو اڑھائی ماہ کی مسافت کا ہے۔ وغیرہ وغیرہ - چنانچہ مقصد یہی تھا کہ اس واقعہ عظیم کے متعلق بات چیت ہو۔

3 - دوسری بات یہ بھی تھی کہ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کرا کر اس عہد کی پابندی ہو جائے جو عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے لیا تھا۔ جو کہ ہوا اور دو رکعت نماز سید المرسلین اور کائنات کے حاکم کی امامت میں پڑھی گئی۔ یہ حاکمیت نہیں تو اور کیا ہے یہاں تک سواری کے لئے جنت سے براق کا آنا بھی حاکم کا اعزاز ہے۔ پھر آسمانوں کے سفر کی بہت پیاری تفصیل ہے۔ یہی انبیاء جنہوں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی اب وہ مختلف آسمانوں پر استقبال کے لئے بھی موجود تھے۔ ساتوں آسمانوں کی سیر واقعی حاکم کے شایان شان ہوئی۔

ث - فرشتوں کے قبلہ بیت المعمور اور پھر فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل کے مقام سدرۃ المنتھی پر آپ ﷺ کا فرشتوں کی امامت کرانا بھی حاکم کی شان ہے۔ کیونکہ فرشتے بھی تو امتی ہیں۔ تفسیر در منثور میں ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ وہ رسول اللہ ﷺ (حاکم کائنات) کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سدرۃ المنتھی پر جا بیٹھے اور دیدار محبوب کر لیا۔ آقا ﷺ ہر فرشتے کی حرکات و سکنات سے آگاہ ہیں۔ اس لئے خندق کے میدان میں آپ ﷺ کا فرمانا کہ رحمٰن کا عرش ہل گیا ہے۔ ساتوں آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ زمین پر آ گئے ہیں جو پہلے کبھی نہ آئے تھے۔

ج - سدرۃ المنتھی سے آگے تو حجابات کی ایک طویل فہرست ہے اس مقام سے آگے نہ تو کوئی مقرب فرشتہ جا سکتا ہے اور نہ نبی و مرسل - آپ ﷺ فرماتے ہیں (تفسیر در منثور ج 6 ص 126) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ لما عرج بی مضی جبریل حتی جاء الجنته فدخلت فاعطیت الکوثر ثم مضی حتی جاء السدرۃ المنتھی فدنا ربک فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی - یہاں

قرب الٰہی یہ ہے کہ اللہ محبوب کے قریب ہوا "دنا" کا فاعل اللہ ہے۔ اگر آپ ﷺ فاعل ہوتے تو پھر لفظ دنیت ہوتا (کیونکہ آپ ﷺ ہی بیان فرما رہے ہیں) اور پھر فرمایا تمہارا رب خوب اتر آیا حتیٰ کہ دو کمانیں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

ح - چنانچہ سمجھنے کا نکتہ یہی ہے کہ حاکم کائنات اپنی سلطنت کا دورہ کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے قرب سے خود قریب ہو کر نوازا۔ اور قرب بھی اتنا جیسا کہ دو کمانیں ملتی ہیں۔ یہ ہے حاکم کائنات کی عزت افزائی کیونکہ حاکم کائنات مقرر کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

د - **دیدار الٰہی کی عقلی دلیل** - آپ ﷺ اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے دیدار ضروری ہے ورنہ حاکم کی حاکمیت بے معنی رہ جاتی ہے کیونکہ کفار مکہ یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ آپ ہمارے خداؤں کو تو جھوٹا کہتے ہیں اور جس خدا پر ایمان لانے کے لئے ہمیں کہتے ہیں کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ عقلی دلیل ہے دیدار الٰہی کی۔ بلکہ آپ ﷺ کی حدیث پاک ہے جو اس معراج کے علاوہ ہے وہ یہ ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں "لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (ترجمہ میرا ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب میں اللہ کے ساتھ ہوتا ہوں اس پر کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں) روح البیان۔

د - **محب اور حبیب کی گفتگو** - (الف) اللہ تعالیٰ کا امت کے بارے میں مشورہ کرنا (فرمان نبوی - ان ربی استستارنی فی امتی ماذا افعل لبھم (مسند امام احمد بن جنبل) - اللہ تعالیٰ کا امت کی شکایات کرنا - اور اللہ تعالیٰ کا احکام کا عطا کرنا - یہ سب حاکم کائنات ہی کو زیب دیتا ہے اور حاکم کائنات ہی کے شایان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانا "یا محمد انا وانت وما سویٰ ذالک خلقت لا جللک (اے محمد میں ہو اور تو ہے اور باقی جو میں نے پیدا کیا وہ تیرے لئے ہے) پھر حاکم کائنات کا

فرمانا (یا رب انا و انت و ما سوئی ذلک ترکت لا جلک - اے رب میں ہوں اور تو ہے اور باقی جو ہے وہ سب میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔

ب - **حدیث شریف** - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (دنا نی الی سند العرش) "معراج کی رات میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کیا۔ یہاں تک کہ میں عرش معلیٰ کے پایہ تک پہنچا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا کہ میں کہوں " الھمنی اللہ ان قلت امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنین کل امن باللہ والملئکتہ وکتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح رسل کرام کے مابین تفرقہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے کیا کہا' میں نے جواب دیا کہ انہوں نے کہا " سمعنا و عصینا " لیکن مومنوں نے کہا " سمعنا واعطعنا "

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سچ کہتے ہو اے محبوب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اب آپ منہ مانگی مانگیں' میں آپ کو عنایت کروں۔"

میں نے کہا " ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا "

اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا - "میں نے آپ سے اور آپ کی امت سے خطا و نسیان اٹھا لیا۔ بلکہ جو عمل ان کی طبع کو شاق گزرتا ہے وہ بھی " قد رفعت عنک و عن امتک الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ"

اس کے بعد میں نے کہا " ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا " یعنی اے اللہ ہمیں یہود و نصاریٰ کی طرح مشقت میں نہ ڈالنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آپ کی امت کے لئے یہ بات مان لی ہے۔" " لک ذلک ولا متک"

اس کے بعد میں نے کہا۔ " ربنا ولا تحملنا مالا طاقتہ لنا بہ۔ "

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے ایسا ہی کر دیا۔ "قال قد فعلت"

اس کے بعد میں نے کہا "واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں نے یہ بھی کر دیا۔" "قال قد فعلت" (تفسیر کبیر۔ روح البیان)

ذ۔ **حاکم کائنات کے دورہ کے مقاصد** ۔ جب کفار مکہ نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کا بھی انکار کیا تو ضروری تھا کہ ان کے تمام اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ پہلی بات جو کفار مکہ کے لئے حیران کن تھی وہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا تھا اسی لئے انہوں نے کہا کہ جیسا کہ قرآن میں ہے اجعل الھتہ الھا واحد ھذا لشئی عجاب (ترجمہ کیا اس نے اتنے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ممکنہ اعتراضات یہ ہو سکتے تھے مگر چونکہ کفار مکہ بہت ہی کم عقل تھے۔ اس لئے ان کا ذہن اس طرف نہ گیا بلکہ دوسری اوٹ پٹانگ باتیں پوچھتے رہتے تھے۔

1۔ کیا آپ نے اس اللہ کو دیکھا ہے جس پر ایمان لانے کے لئے ہمیں کہتے ہیں۔ ہمارے الہ تو ہمارے سامنے ہیں جن کو ہم دیکھتے رہتے ہیں۔

2۔ کیا آپ نے اس جنت کو دیکھا ہے جس کی بشارتیں سناتے ہیں۔

3۔ کیا آپ نے اس جہنم کو دیکھا جس کا ڈر ہمیں سناتے رہتے ہیں اور پھر کس کس طرح کے عذاب کن کن لوگوں کو ہو رہے ہیں۔

4۔ کیا آپ نے فرشتوں کو دیکھا ہے جو اس سے پہلے نبیوں کے پاس آتے رہے ہیں۔

ر۔ عقلی دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر وہ یعنی کہ کفار مکہ یہ اعتراضات کرتے تو ضرورت ہے کہ ان کے جواب میں کہا جائے کہ ہاں میں نے اس اللہ کو دیکھا ہے اور اس سے بات چیت کی ہے۔ میں نے جنت دیکھی ہے اور جنتیوں کے پھل۔ میوے۔ باغات۔ محلات وغیرہ کی سیر کی ہے۔ پھر میں نے دوزخ میں منکرین و ظالمین کو بھڑکتی آگ میں جلتے دیکھا ہے۔ اپنے اپنے گناہوں کی پاداش میں۔ پھر تمام

ملائکہ چونکہ میری ہی امت سے ہیں۔ میں نے انہیں اور انہوں نے اپنی خواہش کے مطابق مجھے دیکھا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو جبرائیل علیہ السلام کو چوبیس ہزار دفعہ آپ ﷺ کے در پر حاضری دینے کے لئے بھیجا تا کہ کفار مکہ کا اعتراض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ کائنات کے حاکم کے در پر حاضری تو جبرائیل کے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ پھر جب آقا ﷺ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانے لگے تو جبرائیل سے پوچھا۔ جبرائیل بتاؤ تمہاری کوئی خواہش ہو۔ تو یہ ہے حاکم کائنات کی حاکمیت۔

14 - حاکم کی حاکمیت لئے عالم ارواح میں میثاق انبیاء

الف - فرمان الٰہی ہے - واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتب و حکمتہ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ - قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری - قالو اقررنا - قال فاشھدوا و انا معکم من الشھدین - (ترجمہ - اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (آل عمران 81 /3)

ب - تعارف - (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کی حاکمیت کے لئے عالم ارواح میں تمام انبیاء کو اکٹھا کر کے ایک میلاد منایا۔ ابھی تو آدم علیہ السلام کا پتلا بنتا ہے۔ نسل انسانی کی ابتدا نہیں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کائنات کے حاکم کا تعارف کروایا اور اپنے محبوب کی فضیلت دکھائی کہ اے انبیاء کے گروہ محمد مصطفیٰ ﷺ تمام نبیوں کے سردار ہیں اور سارے پیغمبر آپ کے امتی۔ اسی لئے سب سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا اور عہد بھی نہایت پختگی سے عہد ربوبیت میں صرف الست بربکم قالو بلیٰ پر کفایت ہوئی مگر یہاں بجائے بلیٰ کے اقررنا کہلوایا۔ سب کو اس پر گواہ بنایا پھر اپنی گواہی کو بھی شامل فرمایا۔

(2) پھر اس کی مخالفت اگر کوئی کرے تو اس کی بہت بھاری سزا مقرر ہوئی۔ وہ ایسے کہ اس سے اگلی ہی آیت میں فمن تولیٰ بعد ذلک فا ولئک ھم الفسقون کہہ ڈالا۔ کیونکہ یہ محبوب حاکم کی حاکمیت کا معاملہ ہے اور بڑا ہی سنجیدہ معاملہ ہے۔ محبوب ﷺ جو کہ حاکم کائنات ہے کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی گئی۔

(3) مصدق لما معکم سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے ذریعہ تمام کتابیں سچی ہوئیں۔ لہٰذا ساری کتابیں اور کتاب والے حاکم کائنات کے حاجت مند ہوئے۔ چونکہ تمام انبیاء آپ کے امتی اور کتابوں اور نبوت کی تصدیق کے لئے محتاج - اس لئے حاکم کائنات کی سلطنت کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ اور زمانہ بھی بہت لمبا ہے۔ گویا کہ ازل سے ابد تک۔

(4) حضور ﷺ مطاع ہیں اور سب مطیع۔ آپ خاتم النبین ہیں۔ آپ کے بعد اور کوئی نہیں آئے گا۔ یہ حاکم کی حاکیت ابد تک کی عقلی دلیل ہے۔ جہاں رہا سوال انبیاء کی نبوت و کتاب کی تصدیق کا تو وہ قیامت کے دن ہو گی جس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے (فکیف اذ جئنا من کل امته بشهید و جئنا بک علی هولاء شهید) اس کی تشریح اگلے صفحوں میں آئے گی۔

ت - حاکم کی حاکیت - عالم خلق میں انبیاء سے پوچھیں - اس سے پہلے تو حاکم کائنات کی فضیلت کا ذکر ہوا جو کہ عالم ارواح تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو اس کائنات کے حاکم ہیں وہ ان تمام انبیاء کے رسول ہیں چنانچہ ان کے لئے ایمان لانا' لازم قرار دے دیا اور نافرمانی کی صورت میں سزا بھی سنا دی۔ اب عالم خلق کی طرف آتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا تھا جو کہ کفار مکہ نے پیدا کئے ہوئے تھے۔

(1) سب سے بڑا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا تھا۔ کفار مکہ نے اپنے اپنے (جھوٹے) الہ بنا رکھے تھے جن کو وہ پوجتے تھے۔ یہ انہوں نے خود بنائے تھے اور کہتے بھی تھے کہ ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفا" ہم تو ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں۔

(2) دوسرا مسئلہ کائنات کے حاکم کی رسالت کا تھا جس کے وہ صریحا" اور ببانگ دہل منکر تھے۔ وجہ صرف یہی تھی کہ ان کے (جھوٹے) خداؤں کو جھٹلایا گیا تھا اور یہ کفار مکہ کے لئے قابل قبول نہ تھا۔

(3) فرمان الٰہی ہوا وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا

من دون الرحمٰن الھتہ یعبدون- (الزخرف- 43/45) (ترجمہ- اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو-) یہ حاکم کائنات کو فرمان الٰہی کہ آپ اپنے امتی انبیاء سے پوچھیں- مسئلہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا ہے- اور حاکم کائنات کو کہا گیا ہے کہ آپ آدم سے' شیث سے' ادریس سے' نوح سے' ابراہیم سے' یعقوب سے' یوسف سے' موسیٰ سے اور عیسیٰ سے پوچھیں- جب چاہیں پوچھیں- جس وقت چاہیں پوچھیں- دن کو پوچھیں یا رات کو پوچھیں- ادریس اور عیسیٰ آسمانوں پر ہیں ان سے پوچھیں- یہ آیہ شب معراج اس وقت نازل ہوئی جب آپ بیت المقدس میں پہنچے اور تمام انبیاء نے آپ کا استقبال کیا-

(4) ہے ناں کائنات کے حاکم کی حاکمیت اور سلطنت کی وسعت کی بات- اور کیا پوچھیں صرف یہ کہ ان کے اوقات میں کہیں بھی بت پرستی روا رکھی گئی ہے- تاکہ مشرکین پر ثابت ہو جائے کہ مخلوق پرستی نہ کسی نبی رسول نے بتائی اور نہ کسی کتاب میں آئی- اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو کہ کائنات کے حاکم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کروانے والے- صرف اس کے لئے ستائیس بار ہاتھ میں تلوار لے کر اللہ کی راہ میں نکلے- جنگیں کی' خون بہا' زخمی ہوئے' دندان مبارک شہید ہوئے- صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کروانے کہ وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور ان جھوٹے معبودوں کو چھوڑ دو- صرف ایک اللہ کے ہو جاؤ- آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ میں ستایا گیا ہوں اور سچ بھی ہے- کیونکہ آپ ہیں جو کائنات کے حاکم- جتنی عظیم ہستی ہو اتنی ہی کڑی آزمائشیں ہوتی ہیں-

کائنات کے حاکم کا ہاتھ

اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرا ہاتھ

15 - **فرمان الٰہی** - اذ یوحی ربک الی الملئکتہ انی معکم فثبتوالذین امنوا۔ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربو فوق الاعناق واضربو منھم کل بنان (الانفال 12 / 8) (ترجمہ- جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

الف - تعارف - حق و باطل کی پہلی لڑائی جسے جنگ بدر کہتے ہیں بدر کے میدان میں ہوئی۔ کفار مکہ نے مسلمانوں کو ہجرت کے بعد بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور مکہ سے نکل پڑے۔ تعداد میں ایک ہزار تھے اور پورے فوجی ساز و سامان سے لیس۔ ادھر حاکم کائنات کو بھی پتہ چل گیا اور اپنے ساتھ 313 مومنوں کے ساتھ اس حالت میں کہ کسی کے پاس سواری نہیں تو کسی کے پاس دیگر سامان نہیں۔ مگر تھے عاشقین - حاکم کائنات پر جان دینے والے۔ بڑے پکے مومن تھے۔ اسی لئے ان کے رتبے بہت بلند ہیں۔

(1) **نکتہ** - اصل بات جو اس جنگ میں تھی وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "انی معکم" فرشتوں کی چند ہزار کی فوج تو ہر وقت بھیجی جا سکتی تھی مگر یہ فرمانا کہ اے فرشتوں میں تمہارے ساتھ ہوں یہ اس لئے تھا کہ کائنات کا حاکم مدینہ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل پڑا ہے اور لازم ہے کہ اس کی شان کے شایان بندوبست ہو اور وہ صرف اسی صورت میں ہے کہ میں بھی فرشتوں کے ساتھ نکلوں۔ یہ ہے حاکم کائنات کی حاکمیت۔

(2) اس سے اگلا مرحلہ لڑائی کا ہے اور چلتے وقت یہی فرشتوں کو بتا دیا کہ تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھنا یہ کام آسان تھا فرشتوں کو دے دیا اور مشکل کام اپنے لئے رکھ لیا وہ یہ کہ "میں" کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔ واقعی یہ کام کافی مشکل تھا۔

(3) لڑائی ہوتی رہی - کفار ہلاک ہوتے رہے - مومن حیران ہوتے تھے کہ ابھی وہ کافر پہ وار کرنے کے لئے تلوار اٹھاتے ہی تھے کہ کافروں کے سر کٹ کر گر جاتے - پھر کہا فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم تو تم نے انہیں قتل نہ کیا اللہ (میں) نے

انہیں قتل کیا۔ پھر ایک موقع آیا کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر ریت کفار کی جانب پھینکی اور وہ ایک زبردست آندھی کی صورت اختیار کر گئی تو اس کے متعلق بھی کہا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ یہ ہے محبوبیت۔ حقیقتاً" پھینکی تو حضور ﷺ نے ہی تھی اپنے مبارک ہاتھ سے لیکن اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے وہ پھینکی تھی یعنی کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ بھی ہے۔

ج - اس جنگ کے بعد صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے خبر پھیلا دی کہ عثمانؓ کو کفار نے شہید کر دیا ہے جو کہ مکہ بطور سفیر گئے تھے۔ اس پر درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی۔ کہتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ - ید اللہ فوق ایدیھم۔ 478-170 وہ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ چنانچہ حاکم کائنات کا ہاتھ - اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ بعض منکرین و گستاخ حضرات آپ ﷺ کے علم مبارک پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کو علم نہ تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے۔ مگر یہاں تو اس سے بھی بڑا پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو بھی (نعوذ باللہ) علم نہ تھا اور اس نے بھی ید اللہ فوق اید یھم کر دیا۔ ان عقل کے اندھوں کو پتہ نہیں ہے کہ یہاں علم وغیرہ کی بات نہیں بلکہ یہ تو محبوب کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہلوانے کا ایک بہانہ ہے۔

حاکم کائنات کا ڈر

16 - فرمان الٰہی - لا نتم اشد رھبتہ فی صدورھم من اللہ (الحشر 59/13) (ترجمہ - ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔)

شان نزول - اس آیت سے پہلے کی آیات میں منافقوں کا ذکر ہے۔ جن کا لیڈر عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرماتا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں۔ بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔

الف - عبداللہ بن ابی سلول نے ان کے ہاتھ خفیہ پیغام بھیجا کہ گھروں سے نہ نکلنا۔ اپنے قلعوں میں پڑے رہو۔ کیونکہ میرے پاس دو ہزار میرے قوی بہادر اور دوسرے عربی موجود ہیں۔ تم پر کچھ مصیبت آ پڑی تو یہ میرے جوان تمہارے قلعوں میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ اور مرتے دم تک تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ پہلے خود مریں گے پھر تمہاری باری آئے یا نہ آئے۔ ہمارے علاوہ تمہارے امدادی بنو قریظہ بھی ہیں۔ اور غطفان تو تمہارے حلیف ہیں ہی۔ بنو نضیر اس لعین کے جھانسے میں آ گئے۔

ب - بنو نصیر پر جو گزری سو گزری لیکن عبداللہ بن ابی ابن سلول نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ حی ابن اخطب جو بنو نضیر کا لیڈر تھا کو سلام بن شکم نے کہا کہ لعین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ڈینگیں کہاں گئیں وہ تو خبیث ہے۔

ت - یہ واقعہ ابھی وقوع پذیر بھی نہ ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے خبر دے

دی تو پھر اسی طرح ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

نتیجہ - عبداللہ بن ابی ابن سلول کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہود کی مدد کو نہ آنا دراصل اس کا نفسیاتی ڈر تھا کیونکہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ منافقانہ حرکتیں کرتا تھا مگر اندر ہی اندر وہ اور اس کے ساتھی ڈرتے رہتے تھے کہ اس کے نفاق ظاہر کرنے والی کوئی آیت نہ آ جائے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا - چنانچہ حاکم کائنات سے منافق زیادہ ڈرتے تھے۔ بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے۔

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ

176 - قرآن کہتا ہے - ورفعنا لک ذکرک ترجمہ - اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔ (الف) جبرائیل نے آکر کہا۔ یا رسول اللہ ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی - ترجمہ - یا رسول اللہ آپ کا رب پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے۔ میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے ارفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا بھی میرے ساتھ ہی ذکر کیا جائے گا۔

(ب) - شان حاکم کائنات - اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب بھی خطاب کیا معزز القابات سے خطاب فرمایا۔ آپ ﷺ کے سوانحوں پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی، مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے ذکر پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کئے ہیں۔ کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے عشاق نے نثر و نظم میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے۔ اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ اگر ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کا لطف دوچند ہو جائے گا۔ ساری دنیا مخالف ہے۔ مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغ مصطفوی کو بجھانے کے در پے ہیں۔ جس گلی سے گزرتے ہیں وہاں غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں۔ اور کانٹے بچھا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں تو مرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اٹھا کر گردن مبارک پر لاد دیا جاتا ہے۔ کون یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان کا ذکر پاک دنیا

کے گوشہ گوشہ میں بلند ہو گا۔ ان کے دین کی روشنی سے مہذب دنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہو گا اور کروڑوں انسان ان کے نام پر جان دینے کو اپنے لئے باعث سعادت تصور کریں گے۔

ت - تورات اور انجیل میں ذکر - حاکم کائنات کا ذکر دوسرے آسمانی صحیفوں میں ہونا تو یقینی بات ہے۔ کیونکہ ہوا جو حاکم کائنات۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا" عندهم فی التوراته والانجیل - (ترجمہ - وہ جو غلامی کرتے ہیں اس رسول' بے پڑھے غیب کی خبریں بتانے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔"

موجودہ دور میں یورپ و امریکہ میں یہودی اور عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی ذکر آیا اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ آخری نبی (حاکم کائنات) تشریف لائیں تو وہ سب ان پر ایمان لائیں۔ مگر ان یہودی اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ کفر کیا اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لاکر جہنم کو منزل بنا لیا۔

ث - تیرا ذکر میرا ذکر - اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حاکم کائنات بنا کر بھیجا اور جو وعدہٗ ذکر کیا وہ پورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکر محمدی کا آفتاب ضوفشانیاں کرتا رہے گا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حاکم کائنات کی رضا

178 - اے حبیب ﷺ تو راضی تو میں راضی

فرمان الٰہی - واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ (التوبہ 9/62)
(ترجمہ) اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہیں کہ اسے راضی کریں۔

الف - حاکم کائنات کی رضا - حضور ﷺ کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسے حضور کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ جیسے حضور کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ حضور کے دربار میں حاضری رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ رب فرماتا ہے اذا دعوا الی اللہ ورسول لیحکم بینھم - دیکھو منافقین کو حضور کے دربار میں بلایا جاتا تھا تاکہ حضور ان میں فیصلہ کریں۔ مگر اسے اللہ رسول کی طرف بلایا جانا کہا گیا۔ منافقین اپنے کفر سے تائب ہوں اور طعن و تشنیع بالکل ترک کر دیں اور حضور ﷺ کے سامنے اور غائبانہ ان کے اجلال و اکرام اور تعظیم و تکریم کریں۔ اللہ کے نام سے ملا کر حضور کا نام لینا بالکل جائز ہے بلکہ دونوں کے لئے ایک ضمیر بولنا درست ہے۔ بلکہ دونوں ذاتوں کے لئے ایک صیغہ استعمال کرنا درست ہے۔ حضور کو راضی کر لو اللہ تعالیٰ خود ہی راضی ہو جائے گا۔ حضور کی رضا کے بغیر حق تعالیٰ کی رضا ممکن نہیں۔

ب - فرمان الٰہی - قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا ولسوف یعطیک ربک فترضٰی - 93/5 (ترجمہ - اے حبیب ہم آپ کو اتنا عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں۔) اللہ نے کہا کہ یا محمد کل احد یطلب رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد (تفسیر کبیر پ -2 ص 1706) اے محمد ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب حاکم کائنات کی رضا چاہتا ہے چنانچہ جہاں جہاں بھی موقع ملا اللہ تعالیٰ نے محبوب کی رضا چاہی۔ بدر کے میدان میں جب جبرائیل علیہ السلام جنگ ختم ہونے کے بعد حاضر ہوئے تو کہا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم

دیا ہے کہ میں آپ سے اس وقت تک جدا نہ ہو جاؤں جب تک آپ راضی نہ ہوں۔ تو کیا آپ راضی ہیں۔ حکم کائنات نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ قیامت کے دن امت کی شفاعت قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا ارضیت یا محمد تو آپ فرمائیں گے رب قد رضیت - قبلہ کی تحویل محبوب کے رضا کی دلیل ہے۔ تیرہ سال گزر گئے ہجرت کے بعد سترہ ماہ گزر گئے۔ بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی اور جب محبوب نے نگاہیں اوپر اٹھائیں تو حاکم کائنات کو راضی کرنے کے لئے قبلہ کی تحویل کا حکم دوران نماز ظہر ہی دے دیا گیا۔ آج کل کے مولوی نے نماز ٹوٹنے کا فتویٰ دے دینا تھا مگر یہاں تو حاکم کائنات کی رضا کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو کہا کہ جلدی جاؤ اور ان کے رخ مکہ کی طرف کرا دو۔ دو رکعت پڑھ چکے تھے اور باقی دو رکعت دوران نماز ہی 17870 ڈگری مڑ گئے۔ مسجد کو اعزاز ملا نام قبلتین پڑ گیا۔ یہ ہے حاکم کائنات کی رضا۔

کائنات کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر

فرمان الٰہی - وصل علیھم ان صلولک سکن لھم - (توبہ 9/103)

(ترجمہ - ان کے لئے دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔)

تم ہو قرار بے قرار تم ہو دوا درد دل
دل کی لگی مرے نبی تیرے سوا بجھائے کون

الف - شان نزول - جب غزوہ تبوک ہوا تو مدینہ منورہ کے مومنین کی ایک جماعت اس میں شامل نہ ہو سکی۔ ان کے پاس اپنے گھوڑے تھے۔ مال و دولت تھی۔ انہوں نے سوچا کہ آج نہیں تو کل یا پرسوں وہ بھی تبوک کی طرف جاتے ہوئے لشکر کے ساتھ مل جائیں گے۔ آج کل کرتے کرتے وقت گزر گیا اور وہ تبوک نہ جا سکے۔ پیچھے رہ جانے والے منافقین ان مومنوں کو کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں جب حضور واپس آئیں گے تو کوئی نہ کوئی بہانہ تراش لینا۔ حضور کچھ نہیں کہیں گے۔ یہ آپ کی شان کریمی تھی کہ پردہ پوشی فرما لیتے تھے۔ مگر یہ مومن تو پکے مومن تھے۔ جب حضور ﷺ مع مجاہدین واپس تشریف لائے تو انہوں نے اپنے جسموں کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا اور قسم کھا لی کہ ہم کو حضور اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولیں گے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو کیوں باندھا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ان سے یہ قصور ہوا ہے کہ آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت نہ کی۔ اب شرمندہ ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ فرمایا قسم رب کی اس وقت تک ان کو نہ کھولوں گا جب تک رب کا حکم نہ آئے کہ کھول دو۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی اور کھولے گئے۔

ب - توبہ قبول ہوئی - تب ان صاحبوں نے اپنا مال پیش کیا جس کی وجہ سے رک

گئے تھے۔ پھر یہ آیتہ اتری کہ ان کا یہ مال وصول فرمالو اور ان کو پاک کر دو۔ ان کا تزکیہ نفس کر دو۔

ت - **مگر سکون نہیں** - توبہ کی قبولیت ہو گئی۔ مال کا صدقہ لگ گیا۔ تزکیہ نفس بھی ہو گیا مگر دل کو سکون نہیں مل رہا۔ یااللہ یہ کیسی توبہ ہے کہ سکون نہیں مل رہا۔ اب کیا باقی رہ گیا ہے۔ مگر یہاں تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے۔

کائنات کو سکون نہیں تیرے بغیر - اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم اے حبیب ان کے لئے دعا کیجئے۔ آپ کی طفیل ہی ان کے گناہ بخش کر ان کو سکون دوں گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر جمعہ اور دو شنبہ کو تمام نامہ اعمال ہماری بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں ہم سب کے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ انسان تو پھر بھی عقل رکھتا ہے آپ کی ذات سے آپ کے کلام سے تو اونٹ' ہرن اور سوکھی لکڑیاں چین پاتی ہیں۔ ستون حنانہ فراق میں رویا۔ اونٹ نے مالک کی شکایت کی۔ ہرنی شکاری کے جال میں پھنس گئی' اس نے حضور سے شکایت کی کہ میرے بچے بھوکے ہیں۔ اگر کچھ دیر کے لئے اجازت مل جائے تو بچوں کو دودھ پلا کر ابھی حاضر ہوتی ہوں۔ غرضیکہ آپ کی ذات پاک تمام مخلوق کے دل کا چین ہے۔
کائنات کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر - ہے ناں حاکم کائنات

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنگ میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ان کا مبارک نام بھی بے چین دل کا چین ہیں
جو ہو مریض لادوا اس کی دوا یہ ہی تو ہیں

حاکم کائنات - ربوبیت کا مظہر

270 - بالمومنین رؤف الرحیم - (التوبہ 9/129)

الف - اللہ بھی رؤف - حاکم کائنات بھی رؤف - رؤف کے معنی نہایت درجہ کی شفقت کرنے والا۔

ب - اللہ بھی رحیم - حاکم کائنات بھی رحیم - رحیم کا معنی نہایت رحمت کرنے والا۔

ت - اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام - رؤف الرحیم اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لولاک لما اظہرۃ الربوبیہ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی لئے آپ ﷺ کو رؤف بنایا اور رحیم بنایا اور اپنے ذاتی اوصاف عطا کئے۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ اہل ایمان کی غلطیاں معاف فرما دیتے۔ اور دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین - یعنی آپ رحمت تو سارے جہانوں پر ہیں مگر شفقت اور رحمت مومنوں کے لئے۔ کسی اور نبی کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نام نہیں دیئے۔ چنانچہ اس سے ایک اور دلیل ملی کہ آپ ﷺ نبی رسولوں کے لئے بھی رؤف اور رحیم ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے آپ ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

ث - عقلی دلیل - حضور ﷺ کا رؤف اور رحیم ہونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں عقل پر پورا اترتا ہے۔ ایک ذات ایسی ہو جسے اللہ تخلیق کرے جو اس کا محبوب ہو اور وہ مجسمہ شفقت اور مجسمہ رحمت ہو تا کہ لوگ اسے اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ اسی لئے فرمان رسول ﷺ ہے من رانی فقد

راء الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ پھر جب یہ ہستی اپنے خلق عظیم سے لوگوں پر شفقت کرے۔ گالیاں سن کر دعائیں دے۔ پتھر کھا کر پھول برسائے اور رحمت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو اس ہستی کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے (بس یہی اس کا مفہوم ہے جسے عقل سمجھ سکتی ہے۔) ہے ناں حاکم کائنات آئینہ حق۔

21- حاکم کائنات کے در پر حاضری کا حکم

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدالله توابا" رحيما (النساء 4/64)

ترجمہ - اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں۔

الف - در حاکم کائنات پر حاضری - گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤں کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرے محبوب کے در پر جاؤ اور پھر وہاں سے شفاعت کراؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مختار عام ہیں۔

یہ ایک طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ توبہ قبول کروانے اور گناہ معاف کروانے کے لئے حاکم کائنات کے پاس جانا بہت ضروری ہے۔ اس میں تین پارٹیاں ہیں (یہ مثال سمجھنے کے لئے ہے) ایک پارٹی ہم گنہ گار جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ دوسری ہستی محبوب خدا رسول اللہ ﷺ اور تیسری ہستی اللہ تعالیٰ - اب اللہ تعالیٰ کا یہ چاہنا ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے کہ جب تم گناہ کرو - اپنی جانوں پر ظلم کرو تو میرا حکم ہے کہ حاکم کائنات کے در پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی شفاعت کراؤ تو مجھے ضرور بہت توبہ قبول کرنے والا پاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ پھر تمہاری توبہ قبول ہو گی۔

ب - آدم علیہ السلام کی توبہ - آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی۔ زمین پر اتارے جانے کے بعد تین سو سال تک روتے رہے۔ حیا کی وجہ سے نظریں اوپر اٹھا کر نہ

دیکھتے تھے۔ زبان پر یہ الفاظ تھے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا فتکوننا من الخسرین۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور رحمت نہ کی تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔ وقت گزرتا گیا اللہ تعالیٰ جو کہ سمیع ہے' بصیر ہے' علیم ہے' خبیر ہے' سنتا رہا' دیکھتا رہا' اس وقت کے انتظار میں کہ یہ کب میرے محبوب حاکم کائنات کا نام لے۔ پھر ایسا ہی ہوا جب آدم نے کہا انی اسئلک بحق محمد اے اللہ میں تجھ سے محمد کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے۔ تو پھر یکا یک جبریل کو بھیجا کہ آدم سے پوچھ کر یہ نام تجھے کیسے یاد آگیا۔ اللہ تعالیٰ کو کیا پتہ نہ تھا وہ تو علیم ہے خبیر ہے مگر وہ آدم کی زبان سے یہ نام سننا چاہتا تھا۔ آدم نے کہا کہ میں نے اپنی تخلیق کے وقت عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جانا کہ اس عظیم ہستی کا واسطہ دیتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کی طفیل تمہاری لغزش معاف ہوئی۔

ت - اعرابی کی حاضری - وصال محبوب کے بعد۔ انبیاء کرام کا وصال صرف ایک شرعی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں ایسے منتقل ہوتے ہیں جیسے انسان ایک قدم اٹھاکر ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا قبر اقدس پر رویا۔ مٹی اپنے سر پر ڈالی اور اس آیہ مبارکہ کو پڑھا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا میری مغفرت قبول ہو گئی۔ تو قبر مبارک سے آواز آئی ہاں تیری بخشش ہو گئی۔ اس کے راوی مولائے کائنات مولا علی شیر خدا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پہ حاضری کا حکم تا قیامت ہے اور تمام مخلوق کے لئے ہے۔

حاکم کائنات - مومنوں کے نفسوں سے قریب

جانوں کا مالک

22 - النبی اولی بالمومنین من انفسھم (الاحزاب 33/6)

ترجمہ - یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا (الف) ہر مومن کا دنیا و آخرت میں میں شفیق تر ہوں ان کے نفسوں سے اور ان کے آباء سے -

(ب) تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے نفس اور اس کی اولاد اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

حدیث پاک۔ میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لئے دوڑتے چلے آرہے ہوں میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

(ت) دنیا اور دین کے تمام امور میں نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی اطاعت واجب اور نبی کے حکم کے مطابق نفس کی خواہشیں واجب الترک ہے۔ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں۔

ث - فرمان الٰہی - میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہیں۔ جتنا میرے نبی کو تمہاری عزت' خوشحالی' اخلاقی برتری کا خیال ہے۔ تمہیں خود بھی اپنا اس قدر خیال نہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک دوسری آیت میں بھی کر دی گئی ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم با المومنین روف الرحیم۔ یعنی جو چیز تمہارے لئے تکلیف دہ ہے وہ انہیں بھی بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہارے متعلق حریص ہیں اور اہل امان کے لئے بڑے مہرباں اور رحیم ہیں۔

خلاصہ - حضور ﷺ ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں اور شفقت کرنے والے ہیں کیونکہ حضور انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات!

حاکم کائنات کا قول (قرآن)

23 - قرآن - انه لقول رسول کریم و ما هو بقول شاعر
(الحاقه 40 / 69)

ترجمہ - بے شک قرآن کریم ایک کرم کرنے والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

خلاصہ - بیان قرآن پاک کی حقانیت کا اثبات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور اسے اللہ نے لوح محفوظ میں ظاہر فرمایا اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں جیسے تم کبھی ایسا گمان کرتے ہو۔ اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ بہت کم توجہ دیتے ہو۔ کفار مکہ چونکہ آپ کو شاعر اور کاہن کہتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کا رد فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔

فرمان الٰہی - قل تربصو فانی محکم من المتربصین ٥ ام تا مرھم احلا مھم بھذا ام ھم قوم طاغون٥ ام یقولون تقوله بل لا یومنون ٥ فلیاتوا بحدیث مثله ان کا نو صدقین ٥
(الطور 34 / 52)

تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ۔ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں یا یہ کہتے ہیں انہوں یہ قرآن بنا لیا۔ بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

تشریح - اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کی ایک شان کا ذکر کیا ہے اور وہ ہے شان کریمی' رسول کے لفظ کے بعد <کریم> کا لفظ لگا کر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں بھی کریم ہوں اور میرا محبوب بھی کریم ہے کیونکہ میرا محبوب میری صفات کا مظہر ہے اور میری صفات کا مظہر ہونے والا حاکم کائنات ہوتا ہے۔

چنانچہ حاکم کائنات کے منہ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ اس کے اپنے نہیں بلکہ وہ تو میرے ہیں۔ لب ان کا ہلتا ہے بولتا میں ہوں۔ قرآن میرا کلام ہے مگر حاکم کائنات کے منہ مبارک سے جب نکلتا ہے تو لوگ سنتے ہیں پوری زندگی کا ضابطہ حیات بن جاتا ہے۔ بڑے بڑے فصحاء یہ کلام سن کر اس کے مقابلے کی کوئی ایک آیت نہ لا سکے۔ کیونکہ یہ ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔

نتیجہ - حاکم کائنات اور میرے محبوب ﷺ کے لب سے جو الفاظ نکلے وہ قرآن بن گئے اور حدیث بن گئے۔ گویا کہ قرآن و حدیث محب اور حبیب کی بات چیت ہے۔

حاکم کائنات کا علم

24 - اللہ تعالیٰ کہتا ہے - وما ھو علی الغیب بضنین (الکتویر 81/24)

ترجمہ - اور وہ (محمد ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

تشریح - اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت علیم ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء میں جسے چاہا عطا کر دی۔ نبی کے معنی غیب کی خبریں بتانے والا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کہلائے اور اسے غیب کی خبریں نہ ہوں۔

قران۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کہتا ہے لا ریب فیہ (اس میں کوئی شک نہیں)۔ شک کا متضاد یقین ہے۔ اس لئے اب یہ بات یقین سے منسلک ہے۔ قرآن کا ایک ظاہری معنی ہے اور ایک باطنی۔ پھر اس باطن کے سات باطن ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب (ﷺ) اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں فرمایا کہ میرا محبوب (ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ یعنی کہ بخیل کا متضاد سخی ہوتا ہے قران آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا قصید ہے۔ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات کا بغور مطالعہ کریں تو نظر آتا ہے کہ محب اور حبیب (ﷺ) میں گفتگو ہوئی ہے۔ تقریباً" دو ہزار سے زائد آیات میں اللہ تعالیٰ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ (ڈائریکٹ) مخاطب ہے۔ ایک ہزار آیات سے زائد ایسی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے مخاطب کوئی اور ہیں مگر ذکر محبوب (ﷺ) کا ہے۔ جیسا کہ اس مضمون والی اوپر لکھی ہوئی آیت ہے۔

1۔ محبوبیت ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے حبیب (ﷺ) میں بھی اول تو بھی اول میں بھی آخر تو بھی آخر میں بھی ظاہر تو بھی ظاہر میں باطن تو بھی باطن۔ میں بھی کریم تو بھی کریم۔ میں بھی رؤف تو بھی رؤف۔ میں بھی رحیم تو بھی رحیم۔ میں بھی ہادی تو بھی ہادی۔ میں بھی اندھیروں سے نکالتا ہوں۔ تو بھی اندھیروں سے نکالتا ہے۔ میں بھی تزکیہ نفس کرتا ہوں تو بھی تزکیہ نفس کرتا ہے۔ میں بھی علیم تو بھی علیم۔ میں بھی خبیر تو بھی خبیر۔ میں بھی سمیع۔ تو بھی سمیع۔ میں بھی بصیر تو بھی بصیر۔ تیرا ہاتھ۔ میرا ہاتھ۔ غرض یہ کہ ان گنت صفات ہیں جو کہ محب میں بھی ہیں

ب - کتنا علم؟ قرآن پاک میں چار جگہ کل شئی آیا ہے۔ 1- کل شئی (یٰسٓ - 36/12) 2- کل شئی (بنی اسرائیل 17/12) 3- کل شئی (النحل 16/79) 4- کل شئی (یوسف 12/111)- اس کے ساتھ ساتھ آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی دو حدیثوں میں کُلّ شئی کے الفاظ فرمائے۔ اب اللہ رسول تو کہیں کل شئی یعنی کہ کلی علم (Total Knowledge) اور آج کل کے مولوی صاحبان نے لفظ 'بعضُ' اپنے پاس سے لگا لیا۔ 'بعض غیب'، 'بعض غیب' کی رٹ لگا لگا کر اپنا ایمان گنوا بیٹھے۔ اور کئی ایک مولوی صاحبان نے تو لفظ 'محدود' لکھ کر دنیا اور آخرت برباد کر لی۔ حدود اربعہ پوچھو تو بتا نہیں سکتے۔ ایک وہ عاشق تھے جیسے حضرت حسان بن ثابتؓ نے آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال پر جو مرثیہ لکھا اس میں کہا فلا لعلم محبوس (آپ کا علم محدود نہ تھا) ایک اور سواد بن قارب جب سامنے بیٹھ کر ایمان لائے تو انہوں نے کہا انک مامون علی کل غائب (بے شک آپ کل غائب کے امین ہیں) اندازہ کرو یہ لوگ آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ جنہوں نے "کلی علم غیب" کی رٹ لگائی آج کل کا مولوی چودہ سو سال بعد "محدود" کہہ رہا ہے۔ پھر بتاؤ تو مانتا نہیں۔ وہ اس لئے کہ کہتا ہے "میں" بڑا عالم ہوں۔ اس کے ذہن میں یہ "میں" ہی نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔

ت - معلم کون اور کتنے علوم؟ قرآن میں ہے الرحمٰن۔ علم القرآن - رحمان نے قرآن کا علم دیا۔ معلم کا تو پتہ چل گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ کتنے علوم کے متعلق ایک اور آیت ہے۔ وعلمک مالم تکن تعلم (النساء 4 / 113) اور آپ کو علم دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے (That which you knewet not)- اب یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اگر آپ کچھ جانتے تھے اور کچھ نہ جانتے تھے تو پھر مشکل یہ ہو گی کہ کچھ علم ذاتی اور کچھ علم عطائی۔ یہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ ذاتی علم صرف خالق کا ہوتا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بتانے سے پہلے آپ "کچھ نہ" جانتے تھے اس "کچھ نہ" میں (سب کچھ) آتا ہے۔ یعنی کہ بتانے سے پہلے (سب کچھ) نہ جانتے تھے۔ اس لئے آپ کو وہ (سب کچھ) بتا دیا۔ منطقی طور پر

نتیجہ یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو (سب کچھ) کا علم دیا یعنی کہ کلی علم۔

علوم کیسے اور کب عطا ہوئے؟ اللہ تعالیٰ نے جب آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت و رسالت عطا کی اس وقت تمام اوصاف بھی عطا کر دیئے جن میں اس وقت جو زیر بحث وصف ہے وہ علم ہے۔ چنانچہ کل 'علم' اس وقت عطا کئے جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نور تخلیق ہوا اور اس نور نے پڑھا لا الہ الا اللہ۔ پھر اللہ نے کہا "محمد رسول اللہ" یہ وہ وقت تھا جب کچھ بھی نہ تھا۔ بس اللہ تھا اور اس کا محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھا۔ رسالت عطا ہوئی۔ علوم بھی مل گئے۔ اس کے بعد قلم کی تخلیق ہوئی اور اسے کہا گیا کہ لکھ (اکتب) جو کچھ ہو چکا اور جو ہونا ہے۔ کیا ہو چکا تھا۔ ایک واقعہ وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور کی تخلیق ہوئی تھی اور اگر غور کریں تو وہ جو سورۃ الرحمٰن میں ہے۔ الرحمٰن - علم القرآن (ترجمہ - رحمٰن نے قرآن کا علم دیا) یہاں علم فعل ماضی ہے۔ گویا کہ علوم عطا ہو چکے تھے۔ تبھی تو علم لکھوایا گیا۔ اگر یہ کہنا مقصود ہوتا کہ ابھی علوم بعد میں دیں گے (جو کہ خلاف عقل ہے) تو پھر یعلم ہوتا۔ چنانچہ قرآن و احادیث کے ساتھ ساتھ یہ بات عقلی دلائل سے ثابت ہو گئی کہ آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو "کل علوم" اسی وقت عطا ہو گئے جب صرف محب اور محبوب ہی تھے۔

ج - انبیاء کرام کو علوم کی عطا - اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کو جتنا جتنا علم دینا چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور یہ علوم ایسے ہیں جیسے ایک نور منتقل ہو گیا۔ ہم عام انسانوں کی طرح نہیں کہ استاد محترم اپنے شاگردوں کو الف۔ ب پڑھانا شروع کر دے۔ دیکھیں حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے میں جب روح پھونکی گئی تو انہوں نے فوراً" کہا (الحمدللہ> (اس وقت جبرائیل تو نہ آئے تھے کہ وہ کہتے کہ اے آدم اب کہو الحمدللہ) پھر روح پیٹ تک پہنچی اور ابھی ٹانگوں میں نہ گئی تھی کہ آدم نے اٹھنے کی کوشش کی اور گر پڑے اور پھر جب نظر عرش کے پائے پر پڑی تو وہاں جو کچھ لکھا تھا اس کو پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - یہ آدم نے خود پڑھا نہ کہ جبرائیل نے پڑھایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو تین دن کی عمر میں اپنی والدہ کی

پاکدامنی کی گواہی دینے کے لئے کہا " قال انی عبداللہ واتنی الکتب وجعلنی نبیا " (مریم 19/35) (میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب عطا کی اور نبوت دی) دونوں الفاظ فعل ماضی کے ہیں۔ اللہ کے انبیاء پیدائشی نبی ہوتے ہیں اور وہ تمام اوصاف کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔

ح - **ایک شبہ کا ازالہ - قلم کی پیدائش** - بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قلم کا رسول کون تھا۔ یہ تو عقل نہیں مانتی کہ اللہ ایک جہاں پیدا کرے اس میں مخلوق پیدا کر دے اور ان کا رسول پیدا نہ کرے۔ یا بعد میں پیدا کرے۔ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اور عین عقل کے مطابق بھی ہے۔ وہ یہ کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ قلم تھا اور جب قلم کو ماکان (جو ہو چکا) لکھنے کا حکم ملا تو ظاہر ہے قلم کی تخلیق سے پہلے کچھ تو ہوا ہو گا۔ اور وہ ہے نور مصطفوی کی تخلیق۔

د - **حقیقت کیا ہے؟** حقیقت یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ " لم یعلمنی حقیقتہ غیر ربی فاعرف ذالک یا ابا بکر " (اے ابوبکر میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اچھی طرح جان لے) یہ وہ ہستی ہے کہ جن کی شان یہ ہے بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر ہوتا۔ چنانچہ بات یہ ہے کہ ابوبکر تک تو کوئی جانتا نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کیا ہے لیکن آج کل کے مولوی - علامہ - ڈاکٹر - پروفیسر - مفتی - شیخ القرآن - شیخ التفسیر وغیرہ وغیرہ نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "علم کے مبارک پیمانے بنانے شروع کر دیئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ "محدود" (نعوذ باللہ) ہے اور کوئی "بعض غیب" کی رٹ لگا کر اپنا ایمان گنوا رہا ہے۔

ذ - **ضروری وضاحت** - آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "صاحب کل علم غیب" ہونا

بلاشبہ اٹل حقیقت ہے۔ کسی بات کے پوچھنے پر بتانا یا نہ بتانا مندرجہ ذیل وجوہات سے تھا۔

1- امت کی بہتری کے لئے۔

2- تاکہ سنت بن جائے۔

3- امت کی تعلیم ہو جائے۔

4- تاکہ شریعت بن جائے۔

ر- **حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بار بار آنا-** شریعت کا تقاضا تھا جو کہ حالات کی ضرورت اور اوقات کے تعین کے مطابق ہوتا تھا۔ یہ بات نہ تھی کہ جب تک جبرائیل نہ آتے تھے (نعوذ باللہ) آپ کو اس وقت تک پتہ نہ ہوتا تھا' ایسا تو عقل کے خلاف ہے۔ اگر بالفرض ایسی بات ہو تو پھر یہ نبی کی مجبوری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو ایک فرشتے کی وجہ سے مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ نبی جو ہے وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ قرآن کی سورۃ بقرہ کی آخری آیات (امن الرسول سے آخر یا قوم الکفرین) تو شب معراج محب اور حبیب کی گفتگو ہے۔ جبرائیل کو بھی بعد میں پتہ چلا ہو گا۔

ز- **احتیاط لازم -** آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کے پیمانے بنا کر منافقین مدینہ (عبداللہ بن ابی ابن سلول اور ساتھی) کی طرح دنیا اور آخرت برباد نہ کرو۔ اگر پتہ نہ ہو تو سکوت اختیار کرو۔ صحابہ کرام تو کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ عشاق نے "کلی علم" کا لفظ اپنے اشعار میں استعمال کیا۔

س- **نوٹ -** آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "کلی علم غیب" پر فقیر نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے۔ اس کا عنوان ہے۔ "صاحب کلی علم غیب" اس میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ قرآن و احادیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل دیئے ہیں۔ عشاق کے لئے محبوب کے عشق کی چنگاری ہے مزید دلائل کے لئے ضرور پڑھیے۔ گستاخوں کے تمام نامعقول اعتراضات کو رد کر دیا ہے۔

25- حاکم کائنات کی اطاعت

من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء 4/80)

جس نے رسول کی اطاعت کی پس بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

الف - شان نزول - ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے رب تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو منافقین آپس میں بولے کہ یہ شرک کی تعلیم ہے حضور چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو اسی طرح اللہ مان لیں جسے عیسائیوں نے عیسیٰ کو اللہ مانا۔ تب حضور ﷺ کی تائید ان مردودوں کی تردید میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ب - شرک کے فتوؤں کی بیماری - آج جو گستاخ جن کو ﷺ کی تعریف و تعظیم میں شرک نظر آتا ہے کہ حضور کی تعریف پر شرک کے فتوے دیتے ہیں یہ بیماری آج کی نہیں بلکہ بڑی پرانی ہے۔ یہ بیماری منافقین مدینہ کو بھی تھی اور وراثت کے طور پر ادھر منتقل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بیماری سے بچائے۔

ت - اطاعت کیا ہے - اطاعت حاکم کی جاتی ہے اور کرنے والا مطیع کہلاتا ہے مطیع کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے حاکم کا دلدادہ بن جائے۔ جس میں یہ بات نہ ہو اور ذات و صفات میں نکتہ چینی کرے۔ حاکم کے فیصلے کو نہ مانے یا کراہت سے مانے تو وہ باغی کہلاتا ہے۔ منافقین مدینہ اس کی بد ترین مثال ہیں یا ان کے پیرو کار آج کل کے گستاخ۔

ث - اللہ اور رسول - قرآن میں ویسے تو اللہ اور رسول اکٹھے تقریباً" 94 دفعہ آئے ہیں مختلف حوالوں سے مگر اطاعت کے حوالے سے 22 آیات ایسی ہیں جن میں یہ کہا کہ جس نے رسول کی اطاعت کی بس اللہ کی اطاعت ہو گئی۔ ساتھ رسول کی اطاعت کے متعلق ہے۔ ایک آیت سورہ نور میں ہے واقیموا الصلوہ و اتوالزکوہ و اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔ (24/56)

اس میں تو اللہ تعالیٰ نے بات ہی مکا دی کہ نماز زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ میرے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر میں رحم کروں۔ اللہ نے اپنا نام نکال ہی لیا کیونکہ رسول کی اطاعت ہی اس کی اطاعت ہے۔

ج - **تمام کائنات مطیع** - حضور ﷺ کی تمام کائنات مطیع ہے۔ انسان، جن، ملائیکہ، پرندے، درندے، چرندے، شجر، حجر، سورج، چاند، ستارے گویا کہ جو بھی چیز خلق کی گئی وہ آپ ﷺ کی مطیع ہے۔ حکم بجالانا اس پر لازم ہے۔ درخت آپ کا حکم سن کر حاضر ہوا۔ سورج واپس لوٹا، انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اونٹ نے مالک کی شکایت کی، ہرنی نے فریاد کی، شیروں نے بکریوں کو سامنے لا کر حاضر کر دیا۔

ح - **اطاعت سے کلی علم کی دلیل** - اللہ کی ہر چیز مطیع ہے اور وہ ہر چیز یعنی کہ ذرہ ذرہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع ہے۔ تب ہی تو اللہ کی اطاعت گنی جائے گی۔ تو معلوم ہوا کہ ذرہ ذرہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع ہے اور آپ حاکم ہیں۔ چنانچہ عقل یہ کہتی ہے کہ حاکم کو اپنے مطیع کا پتہ ہوتا ہے۔ گویا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرے ذرے کا علم ہے۔ غرضیکہ ہر چیز مطیع ہے۔

خ - **اقلام تقدیر مطیع** - یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ اوانقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن۔ ترجمہ - اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ بڑھاؤ۔

نکتہ - اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کہتا ہے کہ آپ قیام لیل کم کر دیں یا بڑھا دیں۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ باقی باتیں تو اقلام تقدیر نے لکھ لیں ہوئی ہیں جیسے کتب علیکم الصیام - کتب علیکم القتال۔ مگر یہاں آپ ﷺ کے لئے کوئی ایسی بندش نہیں ہے آپ چاہیں قیام لیل کم کر دیں یا آپ چاہیں بڑھا دیں۔ قلمیں آپ کی مطیع ہے۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات۔ ذرے ذرے کا علم ہے کیونکہ ذرہ ذرہ مطیع ہے۔

26- حاکم کائنات کا وسیلہ

یا ایھا الذین امنو تقولو اللہ وابتغو الیہ الوسیلہ و جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ (المائدہ 5/35)

ترجمہ - اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

حکم الٰہی - اس آیہ کریمہ میں ایک لفظ ہے وابتغوآ - ہے یہ ابتغاء سے بنا ہے اس کے معنی تلاش کرنا یا ڈھونڈنا ہیں۔

الف - تلاش - ہر چیز کی تلاش کے لئے دروازے الگ ہیں۔ ہر سودے کی جستجو کے لیے بازار دکانیں جداگانہ ہیں اور ان جگہوں پر جانا پڑتا ہے۔ حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ عقل کہتی ہے کہ ایسی ہستی کو تلاش کرو جو اللہ تک پہنچا دے۔ اب اگلا سوال یہ ہے کہ اس ہستی میں کون سے اوصاف ہوں جو اس تلاش کے عمل میں مددگار ثابت ہوں۔ تو ذہن میں مندرجہ ذیل باتیں آتی ہیں۔

(1) وہ ہستی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری کائنات میں افضل ترین ہو۔

(2) اس ہستی کا قرب اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ہو۔

(3) اس ہستی کی بات مانی جاتی ہو۔

ب - عقل کی مدد - چنانچہ اس ہستی کو تلاش کرنے میں عقل سے مدد لی جائے گی اور پھر اسے قرآن و حدیث پر پرکھا جائے تو یقیناً جواب حاصل ہو جائے گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انسانوں کے گروہ میں بہترین گروہ انبیاء کا ہے اور انبیاء کے گروہ میں ان سب کے سردار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ حاصل یہ ہوا کہ کائنات کی افضل ترین ہستی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دوسری بات اس ہستی کا قرب اللہ تعالیٰ سے کتنا ہے اس ضمن میں بہت سی آیات قرآنی ہیں اور سب سے بڑی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر

مجھے کوئی فخر نہیں تیسری بات یہ کہ اس ہستی کی بات بھی مانی جاتی ہو۔ تب ہی تو اس ہستی کا وسیلہ کام آئے گا قرآن کے علاوہ احادیث میں بہت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور ﷺ کو راضی کرنے کے لئے ہر چیز عطا کر دے گا گویا کہ آپ راضی ہو جائیں۔ چنانچہ عقل کی مدد سے وسیلہ کی تلاش مل گئی اور وہ ہیں حضور ﷺ کی ذات اقدس۔

ت - نیک اعمال کا وسیلہ - آدھی غلط فہمی - بعض لوگ انبیاء اور اولیا کے وسیلہ کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ان کے اعمال ہی وسیلہ ہیں۔ یہاں یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ ان کے اعمال جنہیں وہ نیک سمجھتے ہیں قبولیت کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد (1) اگر قبول نہ ہوئے۔ (2) اگر ان کے منہ پر مار دیئے گئے۔ (3) اگر ان میں ریاکاری کی نیت تھی تو پھر ان کے پاس اور کون سی کسوٹی ہے جس سے یہ سمجھیں کہ وہ ضائع نہیں ہوئے۔ قرآن میں تیرہ آیات میں اعمال کے ضائع ہونے کا ذکر ہے اور کوئی کسوٹی نہیں سوائے ایک عمل کے (اسی لئے فقیر نے آدھی غلط فہمی کا لفظ استعمال کیا ہے) اور وہ عمل ہے درود پاک جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے یہ عمل کرتے ہیں اور انسانوں کو اس کا حکم دے کر ان کے ایمان سے منسلک کر دیا ہے گویا کہ درود شریف پڑھے گا تو مومنوں میں شمار ہو گا .... یہ واحد عمل ہے جس کی قبولیت کا بتا دیا گیا ہے وہ ایسے کہ (1) اس کے دس درجہ بلند ہوں گے۔ (2) اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (3) اس کے دس گناہ معاف ہوں گے۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ اعمال پر بھروسہ بجا لیکن اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ قبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔

ث - اعمال کے ساتھ کیا گزرتی ہے۔

نبی اکرم کا حضرت معاذ کو ایک دلچسپ وعظ - (1) اے معاذ (رضی اللہ عنہ) میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر تو نے اسے یاد رکھا تو تیرے لئے بڑا فائدہ ہو گا۔ اگر تو نے اسے بھلا دیا تو سمجھ لینا کہ پھر تیری حجت اللہ تعالیٰ سے ختم ہو گئی۔ اے معاذ (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا

فرمائے۔ ان کو ہر ایک آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ نگران مقرر کیا۔ پھر جب نگہبان عمل بندہ کے عمل جو کہ صبح سے شام تک ہوتے ہیں پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور عمل کا نور سورج کے نور کی طرح ہوتا ہے۔ جب پہلے آسمان میں پہنچتا ہے تو زیادہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اوپر کو جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہی فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس عمل کو صاحب عمل کے منہ پر دے مارو، کیونکہ گلہ گو ہے۔ اور مجھے حکم ہے کہ جس بندہ کی عادت گلہ کی ہو اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ اور یہ بندہ چونکہ گلہ گو ہے بناء بریں اس کے اعمال کو واپس زمین پر بھیج دو۔۔

زبان آمد از بہر شکر و سپاس
بغیبت نگر داند حق شناس

ترجمہ - زبان صرف شکر اور تعریف کرنے کے لئے بنی ہے اس کو کسی کی غیبت کے ساتھ حق شناس یعنی خدا کو پہچاننے والی نہیں بنایا جا سکتا۔

2 - پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندہ کے دیگر اعمال صالحہ حفظہ (فرشتے) لاتے ہیں، جس سے ان اعمال کو اوپر دوسرے آسمان کی جانب جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن دوسرے آسمان تک پہنچتے ہی ملک فرشتہ مقرر شدہ آجاتا ہے اور کہتا ہے۔ یہ عمل صاحب عمل کو لوٹا دو۔ کیونکہ یہ متفخر انسان ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ متفخر کے اعمال متفخر اوپر نہ جانے دوں۔ اور یہ بندہ اپنے اعمال سے اسباب دنیا کے حصول کا خواہش مند ہے۔

چہ زنا رمخ درمیانت چہ دلق
کہ درپوشی از بہر پندار خلق

ف - ہوش مند اور عقل مند انسان عاجزی کو اختیار کئے ہوئے ہوتا ہے کیونکہ پھل سے بھری ہوئی شاخ اور ٹہنی زمین پر سر رکھے ہوئے ہوتی ہے یعنی جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

3 - حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں۔ جنہیں صوم و صدقہ اور صلوۃ کی وجہ سے نرالی رونق ہوتی ہے جسے حفظ (فرشتے) دیکھ کر بہت

خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جب تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو فرشتہ موکل کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس کے اعمال اوپر نہیں جا سکتے کیونکہ یہ شخص متکبر ہے۔ جہاں بیٹھتا ہے تکبر کرتا ہے۔ اور مجھے حکم ہے کہ ایسے آدمی کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ فلہذا اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔

فروتن بود ہوشمند گزیں
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ترجمہ - ہوش مند اور پسندیدہ انسان ہی تواضع والا ہے اس لئے کہ میوہ سے بھرپور ٹہنی ہی سرزمین پر رکھتی ہے۔

4 - حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں۔ اس کی صلوۃ اور تسبیح و حج و عمرہ کی وجہ سے ستارہ کی طرح اعمال میں رونق ہوتی ہے یہاں تک کہ چوتھے آسمان میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔ اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو یہ تو خود بینی میں مبتلا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں خودبین کے اعمال کو اوپر نہ آنے دوں۔

چوں روئے بخدمت نہی بر زمیں
خدا را ثنا گوئی خود را مبیں

ترجمہ - جب تم اپنا چہرہ خدمت کے طور پر زمین پر رکھ دو تو پھر خدا کی تعریف کرو۔ اپنے آپ کو نہ دیکھو۔

5 - حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب اسے اوپر پانچویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ عمل نئی دلہن ہے جو اپنے دولہا کے ہاں بھیجی جا رہی ہے۔ یہاں بھی وہی موکل فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ۔ اس کے عمل کو اس کے منہ پر دے مارو۔ اس میں حسد کا مرض ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس میں حسد کی بلا ہے اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔

عقبہ زیں صعب تر وہ راہ نیست
ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ - کوئی عقبہ راہ سلوک میں اس سے سخت تر نہیں، وہ خوش قسمت سالک ہے جس کے اندر حسد نہیں۔

6- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ملائیکہ عمل صوم و صلوۃ و حج و عمرہ کو چھٹے آسمان پر لے جاتے ہیں تو حسب دستور فرشتہ آ جاتا ہے کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس کے عمل اس کے منہ پر دے مارو۔ یہ تو کسی پر رحم نہ کرتا تھا بلکہ انہیں اگر کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو ان کو گالیاں دیتا اور مجھے حکم ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہ کرے اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں۔

اشک خوا ہی رحم کن بر اشکبار
رحم خواہی بر ضعیفاں رحم را

ترجمہ - اگر تجھے دائمی راحت مطلوب ہے تو آنسو بہانے پر رحم کر، رحم الٰہی کی طلب ہے تو ضعیفوں پر رحم کیجئے۔

76- حضور علیہ السلام نے فرمایا - بندہ کے اعمال کو ساتویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں جو کہ صوم و صلوۃ و فقہ و اجتہاد و دروع پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کی آواز شہد کی طرح ہوتی ہے اور اس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں تو مقرر فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ، اس کے عمل کو اس کے منہ پر مارو کیونکہ یہ تو اس لئے عمل کرتا تھا کہ میرا فقہاء کے سامنے درجہ بلند ہو۔ علماء پر میرا سکہ جما ہوا ہو۔ شہروں میں میری شہرت ہو۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہے اور اس کے دل پر مہر لگ چکی ہے اسے میں آگے نہیں جانے دوں گا۔ کیونکہ مجھے حکم ہے کہ جو ریا کار ہو اسے دربار خداوندی میں مت آنے دو۔

بروئے ریا خرقہ سہلت دوخت
گرش باخدا در توانی فروخت

ترجمہ - ریا کا خرقہ پہننا آسان ہے لیکن بارگاہ حق میں ایسے خرقہ کی رسائی نہیں۔

78- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں بندہ کے اعمال ساتوں آسمانوں سے گزر کر حجابات کو طے کرتے ہوئے مالک لایزال کے حضور میں جا پہنچتے ہیں اور ملائیکہ عرض کرتے ہیں۔

اے الہ العالمین! یہ عمل صرف تیرے لئے خالص مخلص ہو کر حاضر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! تم اس کے ظاہر پر نگہبانی کرتے ہو۔ مجھے اس کے دل کے اسرار کا علم ہے یہ تو خالص میرے لئے عمل نہیں کرتا تھا بلکہ اس کا میرے غیر کی طرف دھیان تھا' پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری لعنت ہے تو ہم سب کی بھی اس پر لعنت ہے' بلکہ ساتوں آسمان و زمین اور جو ان میں ہے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

معاذ کی معروض - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ حضور! اب تو نجات مشکل ہے کیونکہ ہم میں نہ تو خلوص ہے اور نہ احسن عمل۔ آپ نے فرمایا۔ اے معاذ! میری اقتداء کو نہ چھوڑ۔ یقین پختہ رکھ۔ عمل میں کوتاہی ہوا ہی کرتی ہے' اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے گلہ سے بچا' اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھ' اور دنیا کے عمل کو اخروی امور میں داخل مت کر اور لوگوں میں تفریق نہ ڈال تاکہ تجھے دوزخ کے کتے پھاڑ نہ ڈالیں' اور اپنے اعمال میں ریاء کاری مت کر۔

شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

اے ہنر ہا نہادہ برکف دست
عیبہا بر گرفتہ زیر بغل
تاچہ خواہی خریدن اے مغرور
روز درماندگی بسیم و غل

تلاش والی بات - اعمال کے حوالے سے تلاش والی بات کے تحت دیکھا جائے تو ظاہر ہو گا کہ اعمال سرزد ہوتے ہیں تلاش نہیں کئے جاتے ہیں اور قرآن کی آیت کا حکم ہے ڈھونڈو۔ تلاش کرو۔ سمجھ گئے ناں۔

کفار کا وسیلہ - کفار بتوں کی پرستش اس لئے کرتے تھے کہتے تھے ما نعبد ھم الا لیقربونا الی اللہ ذلفی۔ ہم تو اس کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اللہ کی طرف وسیلہ آقا

ﷺ کی ذات ہی کا ہے۔

نتیجہ - کیونکہ آخر ہے تاں حاکم کائنات۔

276- حاکم کائنات --- دیکھ رہے ہیں

اللہ تعالیٰ نے کہا- یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا ونذیرا ० (الاحزاب 33/45)

ترجمہ - اے غیب کی خبریں بتانے والی (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

(الف) شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہے۔ جو بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اس لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے آقا ﷺ تمام جہانوں کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے۔ آپ ﷺ قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال تصدیق تکذیب ہدایت ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔

ب - حاضر- کے لغوی معنی سامنے موجود ہونا یعنی غائب نہ ہونا۔ جس جگہ تک ہماری دسترس ہو کہ تصرف کرلیں وہاں تک ہم حاضر ہیں۔

ت - ناظر- جہاں تک ہماری نظر کام کرے وہاں تک ہم ناظر ہیں۔ آسمان تک نظر کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں مگر وہاں ہم حاضر ہیں کیونکہ وہاں دسترس نہیں۔

ث - شرعی معنی - قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو اپنے کف و ست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ یا اسی جسم سے ہو جو قبریں مدفون یا کسی جگہ موجود ہے۔

ج - آیات قرآن و احادیث - حضور ﷺ کی اس شان اقدس میں لا تعداد

آیات موجود ہیں اور احادیث بھی۔ جن پر علما کرام نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق میں بے شمار چیزوں کو اس صفت سے نوازا۔ مثلاً ملک الموت اور جبریل علیہ السلام وغیرہ۔ قرآن حکیم کے انداز بیان کو غور سے پڑھیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے واذا (اے میرے حبیب یاد کرو جب) کہیں کہا ‹انظر› دیکھ کہیں کیا "الم تر" کیا تو نے دیکھا کہیں کیا "ولوتریٰ" اگر تو دیکھے۔ پھر کہیں کہا "فکیف" تو کیسی ہوگی۔ کہیں کہا ‹ھل تریٰ" کیا تمہیں نظر آتا ہے۔

ج - **عقلی دلائل** - قرآن و احادیث میں تو کوئی شک نہیں کہ اس وصف کا ذکر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا کر دیا۔ پھر احادیث میں آپ ﷺ کا فرمان کہ میں کائنات کو اپنی ہتھیلی کی مانند دیکھ رہا ہوں۔ یعنی کہ جو کچھ ہو رہا ہے میں دیکھ رہا ہوں اور سن بھی رہا ہوں اور جن جن کو رحمت کی ضرورت ہے جس جس جہاں میں وہ بانٹ بھی رہا ہوں۔ عقل یہ کہتی ہے کہ جس ہستی کو منصب "حاکم کائنات" عطا ہوا ہے اس میں یہ سب خواص ہوں۔ آپ ﷺ نے بارہا کئی واقعات اسی وقت بتا دیئے جو عام انسان کی نظر کے احاطے میں نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں مثلاً جنگ خندق میں سعد بن معاذ کی شہادت پر فرمایا اھتز العرش الرحمان (رحمان کا عرش ہل گیا) ساتوں آسمانوں کے دروازے کھل گئے اس کی روح کا استقبال کرنے ستر ہزار فرشتے آئے جو پہلے کبھی نہ آئے تھے۔ ہلنے کا عمل، کھلنے کے عمل، اترنے کے عمل، یہ سب دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حاکم کائنات کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ضروری ہے تو بات چیت بھی کر رہے ہیں۔ عالم خواب میں یا عالم بیداری میں۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات کہ سب کچھ نظروں کے سامنے ہے۔ سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔

حاکم کائنات - خاتم النبین

278 - قرآن کہتا ہے - ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (الاحزاب 33/470)

الف- فرمان رسول- لا نبی بعدی- میرے بعد کوئی نبی نہیں-

ب - انبیاء کی تعداد - احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام کی تعداد کم و بیش چوبیس ہزار ہے- یہ بھی صاحب کل علم غیب نے ہی بتایا-

ت - حاکم کائنات کی آمد - پہلی بات تو ذہن نشین ہونی چاہئے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا- یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے- قرآن حکیم میں باقی کئی باتوں کے اختلاف کے باوجود سب فرقوں کا ایک اجماع اس بات پر ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی ہے اور ان کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے- اگرچہ برصغیر میں انگریز کے دور غلامی میں اس نے خود ہی جھوٹے نبی کا پودا لگایا اور پھر امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کے طرح طرح کے طریقے ایجاد کئے- حضور ﷺ نے فرمایا- میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوتی ہے- لوگ اس عمارت کے ارد گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین ہوں-

ث - عقلی دلائل - قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل بھی بہت ضروری ہوتے ہیں- علمائے کرام نے بہت کتابیں لکھیں ہیں- جھوٹے نبی کا رد بذریعہ مناظرے کیا ہے- "خاتم النبین" کے لفظ کے علاوہ بھی اور آیات ہیں جن سے نبی آخر الزماں کی ختم نبوت کی دلالت ملتی ہے- ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ :-

(1) سب سے زیادہ معزز۔ افضل ترین ہمیشہ آخر میں تشریف لاتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کے اس سلسلہ کائنات میں چونکہ حاکم کا ہونا ضروری ہے اور حاکم اس وقت مقرر ہوا جب کائنات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ضروری ہے کہ ہستی سب سے آخر میں ظہور پذیر ہو جب قیامت نزدیک ہو۔

(3) تمام انبیاء اپنے اپنے ادیان لے کر مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں بھیجے گئے اور اللہ کا دین مکمل نہ تھا۔ چنانچہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی ایسا ہو جو آئے اور دین مکمل ہو جائے۔

(4) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں مگر عقل کہتی ہے کہ نعمتوں کا تمام ہونا بھی ہو۔ تو ہے کوئی ہستی جس پر تمام ہوں۔

(5) حاکم کی آمد کے بعد اور کوئی نہیں آتا۔ اگر کوئی آئے تو پھر اس کا مطلب ہوا کہ حاکم حاکم نہیں لیکن چونکہ حاکم ہی حاکم کائنات ہے اس لئے عقلاً" اس کے بعد کوئی اور نہ آئے گا۔ دروازہ بند ہو گیا۔

(6) چونکہ اللہ کا دین صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے دین اسلام۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کو حاکم کائنات کے لئے راضی ہونا پسند فرمایا تو سب بات ختم۔ دین اسلام دین مصطفیٰ ہے اور وہ حضور ﷺ لے آئے ہیں۔

279 - حرف آخر - قرآن کیا ہے' شریعت کیا ہے' حدیث کیا ہے' دین کیا ہے؟

جواب - جو کچھ حاکم کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرما دیا۔ وہی قرآن ہے' وہی دین ہے' وہی حدیث ہے۔ وہی شریعت ہے۔

ب - شب معراج محب اور حبیب میں گفتگو ہوئی۔ وہی سورۃ البقرہ کی آخری آیات بن گئیں۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھی بعد میں پتہ چلا۔

ت - نماز میں ثنا (سبحانک اللہ) التحیات اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں۔ کوئی علامہ مفتی پروفیسر ڈاکٹر مولانا شیخ القرآن شیخ التفسیر مولوی وغیرہ بتائے کہ یہ کس سورۃ میں ہے۔ کس پارہ میں ہے۔

ث - یہ تو حاکم کائنات کے منہ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو نماز بن گئے - قرآن

بن گئے - حدیث بن گئے - شریعت بن گئے۔

ج - **تمہیں کیسے کیسے سمجھاؤں** - قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل بہت ضروری ہیں۔ پھر قرآن کے سمجھنے کی بصیرت بھی ضروری ہے۔ بصیرت تو در مصطفیٰ ﷺ سے ہی ملتی ہے۔ اب بھی وقت ہے قاسم (بانٹنے والے) کے در کی طرف رجوع کر۔ سب کچھ یہیں سے ملے گا۔ اللہ تو معطی ہے اور اس نے حاکم کائنات کو سب کچھ عطا کر دیا ہے کہ لو اپنی مرضی سے بانٹو۔

ح - **غلط فہمی** - اس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ معطی بغیر قاسم کے دے دے گا۔ انسانی دفتر میں تو کرپشن ہو سکتی ہے۔ اللہ کے دفتر میں کرپشن نہیں ہے۔ اس کا طریقہ (Process) یہ ہے کہ قاسم کے در پہ جاؤ سب کچھ ملے گا۔ یہ کسی بندے کا دفتر نہیں کہ جہاں کرپشن ہو گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتواں باب

محب اور محبوب میں نہیں - تیرا میرا پیمانہ محبت

1- فرمان الٰہی - قل ان کان اباؤکم وابناءکم واخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم واموال ن القترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ط واللہ لا یھدی القوم الفسقین ○ (توبہ 24 / 9)

ترجمہ - تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

الف۔ ایمان کی حد کیا ہے - فرمان نبوی ہے کہ جب تک میں تم کو تمہاری ہر چیز سے والدین اولاد اور ہر پیاری چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر میں منافقین مدینہ اپنا ایمان گنوا بیٹھے کیونکہ انہوں نے محبت کرنے کی بجائے آپ کی ذات' صفات' کمالات' جمالات' معجزات میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی اور یہاں تو چونکہ معاملہ محبوب کا ہے جو کہ حاکم کائنات بھی ہے اس لئے محبت۔ ادب اور ایمان کی تکون کے اندر ہونا لازمی ہے۔ جو نہ ہو گا وہ باغی تصور کیا جائے گا اور باغی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ب۔ پیمانہ محبت کے اوزان - اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت 24 میں انسان کی

تمام مجبوریاں گنوا دیں مثلاً"

(1) - تمام رشتے جو انسان کو پیارے ہوتے ہیں۔ ماں باپ' بیٹے بھائی بیوی اور قبیلے۔

(2) - تمام مادی ضرورتیں جو زندگی میں ضروری ہوتی ہیں۔ مال و دولت' تجارت اور خوبصورت مکانات جنہیں بڑی محنت سے بناتا ہے۔ نئے نئے ڈیزائن کے ساتھ۔

(3) - ان تمام کو مشروط کر دیا محبوب کی محبت کے ساتھ۔ یعنی کہ حاکم کائنات زیادہ محبوب ہونا چاہئے ان فانی چیزوں سے۔

4 - آگے اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ آیا یہ میرے محبوب سے زیادہ تمہیں محبوب رہیں تو پھر

(5) - پھر میرے عذاب کا انتظار کرو۔

(6) - آخری بات یہ کر دی کہ میں فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا گویا کہ جو میرے محبوب سے زیادہ ان رشتوں اور چیزوں سے محبت کرے گا وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

ت - ہیں نا حاکم کائنات - اے انسانوں کے گروہ تمہاری سب نصیبی اور مادی مجبوریاں ہمارے محبوب پر قربان ہوں تو پھر تمہیں ایمان کی دولت نصیب ہو گی۔ ورنہ تمہارا مقدر جہنم ہے۔

محب کے اصول

2- فرمان الٰہی - من جاء بالحسنته فله عشرا مثالها - و من جاء بالسیئه فلا یجزی الا مثلها و هم لا یظلمون - (6/160 الانعام) (ترجمہ - جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

الف۔ اللہ تعالیٰ عادل ہے - اس آیتہ کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کسی پر ظلم نہ ہو گا۔ ایک اور جگہ کہا کہ وہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ یہ تو عنایات ہیں کہ تم ایک نیکی کرو میں تمہیں اس کے بدلے دس دوں گا۔ اور اگر تم سے

ایک برائی ہو تو اس کا بدلہ صرف ایک ہی ہو گا (نہ کہ دس) یہ کتنے پیارے اصول ہیں اور کتنی پیاری پیاری باتیں۔

ب۔ مگر یہاں معاملہ محبوب سے متعلق ہے - اوپر دی گئی آیہ مبارکہ میں بہت پیارے اصول بتائے گئے ہیں۔ مگر جب معاملہ محبوب کا ہو جسے حاکم کائنات بنا کر بھیجا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی شان میں کوئی بات جسے گستاخانہ انداز میں کہا گیا ہو - برداشت نہیں کرتا بلکہ اپنا غضب نازل کر دیتا ہے۔ قرآن کو کھولیں اور پڑھیں یہ پہلو بھی نظر آئے گا۔

(1) ونضع الموازین القسط لیوم القیمه فلا تظلم نفس شیا" (ترجمہ - اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے۔ قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔) لیکن وہ گستاخ جنہوں نے اس کے محبوب ﷺ کی ہنسی اڑائی۔ ذات، کمالات، جمالات، صفات اور معجزات میں نکتہ چینی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب فرما کر فیصلہ دے دیا۔ وہ یہ فلا نقیتم لهم یوم القیمته وزنا" (18/105) (تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔ (حالانکہ وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے اعمال مکہ کے پہاڑوں سے زیادہ بھاری ہیں۔)

(2) ادعوهم لا باء هم هو اقسط عندالله (الا حزاب 33/5) (انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے۔) مگر جب ولید بن مغیرہ نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو اس کے ایک لفظ "مجنوں" کہنے پر اللہ نے اس کی دس برائیاں بیان کر دیں۔ اور پھر اس کا پردہ چاک کر دیا کہ "عتل بعد ذلک ذینم (68/11) (درشت خو - اس سب پر طرہ یہ کہ وہ زنیم (زنا کی پیداوار) ہے۔

(3) وصورکم فا حسن صورکم - (التغابن 64/3) اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ماؤں کے رحموں میں پیاری پیاری صورتیں بناتا ہے اور اللہ کا صفاتی نام بھی 'مصور' ہے۔ مگر معاملہ پھر محبوب کی شان کا ہے اور گستاخوں سے نپٹنا ہے۔ تو اس ولید بن مغیرہ کے متعلق آگے کہہ دیا

سنسمه علی الخرطوم (القلم 16/68) قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے۔ اور پھر واقعی جنگ بدر میں کسی مسلمان نے تلوار کا وار کیا اور ولید بن مغیرہ کی لمبی ناک کٹ گئی۔

4- فرمایا انا کفینک المستھزین (15/95 الحجر) بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم (ان سے نپٹنے کے لئے) ہی کافی ہیں۔ چنانچہ عاص بن وائل سہمی۔ اسود بن مطلب - اسود بن عبد -خوث۔ حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ کا جو حشر ہوا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

5- غضب الٰہی کا ایک رخ - من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ۔ (الحج 15/22) جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا دنیا اور آخرت میں تو اسے چاہئے کہ اوپر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے کہ اس کا یہ داؤ کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اسے جلن ہے۔

ت۔ انتباہ - یہاں معاملہ محبوب ﷺ کا ہے جو حاکم کائنات بھی ہے (اس فانی دنیا کے کسی معمولی حاکم کے خلاف بات کریں تو انسان باغی قرار دیا جاتا ہے) اس لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچا جائے اور محبوب کی تعظیم اور توقیر کی جائے نہ کہ نکتہ چینی۔ اگر کوئی ایسی غلط حرکت کر رہا ہے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر معافی مانگے۔ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔

حاکم کائنات کا دین (اسلام)
حاکم کائنات کے بندے
حاکم کائنات کا رستہ

1- فرمان الٰہی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ 5/3) اے حبیب (ﷺ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

الف۔ دین کس کا - اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دین اسلام میرے محبوب جو کہ حاکم کائنات ہے، اس کا دین ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا - قل یا یھا الناس ان کنتم فی شک من دینی (یونس 10/104) فرمایئے اے لوگو۔ اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو۔

2 - قل اللہ اعبد مخلصا " لہ دینی (الزمر 39/14) فرمایئے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں۔ خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین کو

3 - لکم دینکم ولی دین (109/6) تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

ب - بندے کس کے - اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمتہ اللہ - ((39/53 الزمر) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(1) تشریح کی ضرورت - قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے سولہ جگہوں پر ارشاد فرمایا۔ اے حبیب آپ کہیں اے میرے وہ بندہ - اب عربی گرائمر کا قاعدہ یہ ہے کہ "قل" کے بعد جو بات کہی جائے وہ کہنے والے سے منسوب اور منسلک ہوتی ہے۔ دوسری آیت کی مثال یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

یحببکم اللہ فرمائیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اتباع کرو چنانچہ فاتبعونی کا مطلب ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرو اسی طرح کی مزید مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ سورۃ نور 24/32 میں (من عبادکم) نکاح کرنے کے ضمن میں آیت ہے۔

(2) بندہ رسول - جو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہیں وہ رسول کے بندے ہیں اور جو اتباع نہیں کرتے وہ رسول کے بندے نہیں۔ قرآن میں سورۃ مجادلہ میں دو جگہ پر لفظ حزب الشیطان 58/19 آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شیطان کے گروہ اور شیطان کے گروہ میں منافقین ہیں جیسا کہ اس آیہ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ بندے تو اللہ کے ہیں مگر پھر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ رسول کے ہو گئے یا شیطان کے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو رسول ﷺ کے بندے قرار دیا۔

ت - رستہ کس کا - اللہ تعالیٰ نے فرمایا - قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ فرمائیے یہ میرا رستہ ہے۔ اور میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ زاویے نکلتے ہیں۔ جس میں صرف ایک سیدھا راستہ ہے۔ باقی سب غلط ہیں۔ وہ صرف ایک سیدھا راستہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ جس پر ابوبکرؓ چلے، عمرؓ چلے، غنیؓ چلے، حیدرؓ چلے۔ حسنؓ حسینؓ چلے، حضرت امامینؓ چلے۔ داتا گنج بخشؒ چلے، غوث اعظمؒ چلے۔ معین الدین چشتیؒ چلے۔ بختیار کاکیؒ، بابا فریدؒ - نظام الدین اولیا چلے۔

ث۔ اللہ تک کون لے جاتا ہے - اللہ تک صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ لے جاتے ہیں۔ آپ کے بغیر اللہ نہیں ملے گا۔ باقی سب گمراہی کے راستے ہیں۔

ج۔ حرف آخر - بندے کس کے، دین کس کا، رستہ کس کا، قرآن کے ساتھ ساتھ عقل کیا کہتی ہے؟ عقل کہتی ہے کہ محمد ﷺ کا سب کچھ۔ ہے ناں حاکم کائنات۔

4- قسمیں اور گواہیاں

تمہید - قرآن محب اور محبوب کے درمیان گفتگو کا نام ہے۔ قرآن محب کا محبوب کی شان میں لکھا ہوا قصیدہ ہے۔ غور سے پڑھیں اور قوت عشق کے سے دیکھیں تو آپ جانیں گے کہ محب اپنے محبوب ﷺ کو کتنا چاہتا ہے اور اس عشق کی چنگاری کو اپنے اندر ٹمٹاتا ہوا پائیں گے۔

الف - قسمیں - محب نے محبوب کے لئے مندرجہ ذیل قسمیں کھائیں۔

(1) تیرے چہرے کی قسم ---- والضحیٰ

(2) تیری سیاہ زلفوں کی قسم --- والیل اذا سجیٰ

(3) تیرے شہر کی قسم --- لا قسم بھذا البلد

(4) تیرے زمانے کی قسم --- والعصر

(5) اے ستارے (محمد) تیری قسم --- والنجم

(6) تیرے قول کی قسم --- وقیلہ یٰرب ان ھولاء قوم لا یومنون

(7) تیری جان کی قسم --- لعمرک

(8) تیرے رب کی قسم --- فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک

(9) قرآن کی قسم --- یسین والقرآن الحکیم

ب - اپنی قسم - محب نے محبوب کے لئے اپنی قسمیں بھی کھائیں۔

1 - تیرے رب کی قسم یہ مومن نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں - فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک (4/65 النساء)

2 - تیرے رب کی قسم ان (کفار) کو اور ان کے شیطانوں کو اکٹھا اٹھائیں گے۔ فوربک لنحشر نھم والشیطن (مریم 19/68)

3 - تیرے رب کی قسم - ہم انہیں ضرور پوچھیں گے (جنہوں نے قرآن کو تکے بوٹی کیا) -- فوربک لنسئلنھم اجمعین (الحجر 15/92)

ت - اے محبوب تو میری قسم کھا لے۔ ہر ایک قسم کے پیچھے کوئی نہ کوئی واقعہ

ہے۔ تب ہی تو محب نے محبوب ﷺ کی شان کو اجاگر کرنے کے لئے متعدد قسمیں کھائیں۔ کفار مکہ عذاب' اٹھائے جانے اور قیامت کے دن پر یقین نہیں لاتے تھے اور ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی ناگوار گزری چنانچہ فرمایا۔

(1) قل ای و ربی انہ لحق - (یونس 10/52) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم وہ (عذاب) حق ہے۔

(2) قل بلی و ربی لتبعثن (التغابن 64/7) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے (مرنے کے بعد)

(3) قل بلٰی وربی لتاتینکم (سبا 34/2) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور (قیامت) تم پر آئے گی۔

(ث) - گواہیاں - محبوب کی رسالت کا اقرار کروانے کے لئے گوایاں دیں۔

(1) عالم ارواح میں - انبیاء کو اکٹھا کر کے واذا اخذ اللہ میثاق النبین - - - - تا آخر وانا معکم مع الشھدین - (3/81 آل عمران) اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا کہ جو کچھ میں کتاب اور حکمت سے دوں پھر آئے گا تمہارے پاس ایک رسول معظم تصدیق کرنے اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور عہد پر میرا بھاری ذمہ لیتے ہو سب نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

(2) جب کفار نے انکار کیا - یقول الذین کفروا لست مرسلا" - قل لغی باللہ شھیدا بینی و بینکم - (الرعد 13/43) اور کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں۔ تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں۔

(ج) تمام کائنات کے رسول - وارسلنک للناس رسولا" وکفی باللہ شھیدا" - (نساء 4/79) اے محبوب ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

(ت) - دین حق کے ساتھ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق

لیظھرہ' علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا۔ (الفتح 48/28) وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اسے تمام دینوں پر (اور رسول ﷺ) کی صداقت پر اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

(خ) - اللہ کی اپنی گواہی اور ساتھ فرشتوں کی گواہی - لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملئکتہ یشھدون کفی باللہ شھیدا"۔ (نساء 4/166) (ترجمہ۔ لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اپنے علم سے اتارا اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔)

ہے ناں کائنات کا حاکم - ہمارے آقا ﷺ کی شان اقدس میں اللہ تعالٰی نے قرآن میں متعدد مقامات پر مختلف قسمیں کھائیں۔ آپ کی رسالت کے لئے انبیاء کرام سے گواہیاں لیں۔ خود بھی گواہوں میں شامل ہوا۔ کفار مکہ کو محبوب کی رسالت کا اقرار کروانے کے لئے اپنی گواہی دی۔ باقی کیا رہ گیا۔ اگر پھر بھی کوئی آپ ﷺ کی حاکیت کا منکر ہو تو وہ جہنمی ہے۔

ب۔ سجدہ کسے تھا - اللہ تعالٰی نے جب آدم علیہ السلام کا بت بنایا تو وہ بت گرمی سے سوکھ گیا۔ مٹی خشک ہو گئی اور جب ہوائیں چلتی تھیں تو بجتا تھا۔ پھر اس پر 39 سال غم کی بارش ہوئی اور ایک سال خوشی کی بارش۔ اسی لئے انسان کو زندگی میں غم زیادہ اور خوشیاں کم ملیں۔ عزازیل (ابھی ابلیس نہ بنا تھا) بھی فرشتوں کے ہمراہ آیا اور اس پتلے کے ارد گرد گھوم کر دیکھا پھر بولا کہ شاید ان پسلیوں میں کچھ رکھے۔ ساتھ ہی کہا کہ یہ بہت زیادہ کھا کر گر جائے گا وغیرہ دغیرہ تب اللہ نے تمام ملائیکہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعولہ سجدین تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاصی معزز روح پھونک دوں تو تم سب سجدے میں گر پڑنا۔ گویا کہ جب میں نور مصطفیٰ کو آدم کی پشت میں رکھ کر پھونک ماروں تو سجدے میں گر جانا۔ یہ سجدہ تعظیمی نور مصطفیٰ کے لئے تھا۔ نہ کہ آدم کو۔ اسے تو پڑے ہوئے کئی دن گزر گئے کوئی سجدہ نہ ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر الفاظ یہ

ہوتے۔ (اسجدوالی ادم)

ت۔ واقعہ کی تکرار (ذکر) کی وجہ - یہ ایک واحد واقعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بار بار ذکر کیا ہے۔ قوموں کی بات ہو رہی پھر یک دم اس واقعہ کا ذکر شروع کر دیا۔ کبھی شریعت کے اصول بتائے جا رہے ہیں تو اس واقعہ کا ذکر شروع کر دیا۔ کبھی جنت و دوزخ کی تفصیل بتائی جا رہی ہے تو اس واقعہ کو شروع کر دیا۔ آخر کیوں؟ عقل یہ کہتی ہے کہ نور محبوب ﷺ کی تعظیم میں ابلیس کا سجدہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے بہت ہی برا منایا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے۔ اور اللہ کا نافرمان اللہ کا باغی ہے۔ اور باغی کی سزا جہنم ہے۔

ث۔ نور حاکم کائنات کو تعظیمی سجدہ نہ کرنے کی سزا - ابھی تو قیامت آنی ہے۔ حشر میں عدل کی ترازوئیں قائم ہونی ہیں پھر سزا و جزاء کا مرحلہ مکمل ہو گا مگر یہاں بات ہے حاکم کائنات کے نور کی تعظیم کی۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی منکر کو ابلیس' لعین' راندہ درگاہ اور نکل جا کے خطابات کے بعد فیصلے سنا دیئے کہ تو اور تیرے پیروکاروں سے میں دوزخ کو بھر دوں گا۔

نتیجہ - ہے ناں! آخر حاکم کائنات۔ میرا پیارا رسول ﷺ

محب اور حبیب کی گفتگو

قرآن

(الف) جب کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کنت کنزا" مخفیا میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ فاجبت ان اعرف میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ (عرفاء اور عشاق نے ترجمہ کیا ہے۔ میں نے عشق کیا جو میری پہچان بن جائے) تو میں نے اپنے محبوب ﷺ کے نور کی تخلیق کی پھر وہ نور سجدہ ریز ہوا اور پڑھا لا الہ الا اللہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے سنا کہ میری عبادت ہوئی ہے۔ میری توحید کا اقرار ہوا ہے تو پھر اسے (محمد رسول اللہ) کہہ کر مخاطب کیا۔ گویا کہ نام محمد کے ساتھ رسالت کا اعزاز بھی عطا کر دیا۔

ب۔ رسالت جب ملی۔ تو پھر اس کے تمام اوصاف بھی عطا ہو گئے مثلاً" تمام علوم۔ یہ تو عقل نہیں مانتی کہ رسالت مل جائے اور علوم کی عطا تک شب معراج کا انتظار کروایا جائے۔ علوم کی عطا ایسے ہے جیسے نور ایک نور سے دوسرے نور میں منتقل ہو جائے۔

ت۔ پھر قلم کی تخلیق ہوئی۔ آقا ﷺ کے نور کی تخلیق کے بعد قلم کی تخلیق کی گئی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جہاں بن جائے۔ مخلوق ہو اور اس کا رسول نہ ہو۔ اگر قلم پہلے تخلیق ہو تو پھر سوال یہ ہے کہ اس جہاں اور قلم کا رسول کون تھا؟

ث۔ قلم کو حکم۔ اکتب۔ لکھ۔ کیا لکھوں۔ لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پھر لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر لکھ (ما کان و مایکون) جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونا ہے۔ قلم لکھتی رہی۔ محبوب بھی قریب۔ بات چیت ہوتی رہی۔ واقعات لکھواتے گئے محبوب کی قسمیں کھاتے گئے۔ (اگر غور کریں تو واقعہ قوم لوط بیان کرتے کرتے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے مخاطب ہوا (لعمرک) اے حبیب تیری جان کی قسم (انھم لفی سکرتھم یعمھون) کبھی کہا انظر (دیکھ) 18 دفعہ۔ کبھی کہا الم

تر (کیا تو نے نہ دیکھا) کبھی کہا قل (آپ فرمایئے) 314 دفعہ۔ کبھی "ک" سے خطاب
جیسے فوربک (تیرے رب کی قسم) 440 دفعہ۔ کبھی "ت" (تیرا یا تم) 445 دفعہ کہا۔
یہ تو ڈائریکٹ خطاب فرمایا۔ پھر اور واقعات میں مخاطب کوئی اور ہے مگر ذکر محبوب ہے
جیسے وما ھو علی الغیب بضنین۔ (ھو کا فائل حضور ﷺ ہیں۔ یہ
کوئی تقریباً" 300 آیات میں ذکر ہوا۔

ج - گفتگو - سورہ البقرہ کی آخری دو آیات کا نزول کب ہوا۔ یہ شب معراج محب اور
محبوب کی گفتگو ہے۔ (تفسیر کبیر - تفسیر روح البیان)

اے حبیب ﷺ

میں بھی اول - تو بھی اول

الف - اللہ تعالیٰ تو اول و آخر ہے ہی یہ بہت عام فہم بات ہے۔ کب سے ہے یہ پتہ نہیں اور کب تک ہے یہ بھی پتہ نہیں۔ چنانچہ اس موضوع پر بات کرنے کی ضرورت نہیں۔

ب - محبوب (ﷺ) کے متعلق جو قرآن و حدیث کہتے ہیں وہ یہ ہے۔

1 - قرآن کہتا ہے۔ سب سے پہلا مسلمان سب سے پہلا عبادت کرنے والا

الف - سورہ الانعام - انا اول المسلمین ○

ب - الزمر - لان اکون اول المسلمین

ت - الزخرف - فانا اول العابدین

حدیث قدسی - وجعلتک اول النبین فی الخلق واخر ھم فی البعث اور میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش میں سب انبیاء علیھم السلام سے اول پیدا فرمایا اور ان کے آخر میں مبعوث فرمایا۔ حوالہ (در منشور 4/146 سورہ بنی اسرائیل شب معراج کے باب میں)

اللہ اور رسول -- ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الٰہی)

1 - اطاعت - اطیعواللہ واطیعوالرسول (22 دفعہ) 3/32-133،

4/13-59،69-80، 5/92، 8/1،20،46، 9/71، 24/52-54-56، 33/33-66-71، 47/33،

48/17، 49/14، 58/13، 64/12

2 - ایمان - امنوا باللہ ورسولہ (20 دفعہ) - 3/179، 4/136-156-171، 5/81، 7/158، 24/47-62، 48/9، 48/13، 49/9-5، 57/7-8-19-21-28، 58/4، 64/8، 61/11

3 - کفر - کفروا باللہ ورسولہ (5 دفعہ) 3/101، 4/15، 9/54-80-84

4 - مخالفت - یحادو اللہ ورسولہ (6 دفعہ) 9/63، 8/13، 59/4، 58/5-20-22

5 - ایذا دینا - یوذون اللہ ورسولہ (2 دفعہ) 9/61، 33/57

6 - نافرمانی - یعص اللہ ورسولہ (3 دفعہ) 4/14، 33/36، 72/23

7 - جنگ - حارب اللہ ورسولہ (3 دفعہ) 2/279، 5/33، 9/107

8 - دغا کرنا - لا تخولو اللہ ورسولہ 8/27

9 - جھوٹ بولنا - کذبو اللہ ورسولہ 9/90

10 - حرام کیا - حرام اللہ ورسولہ 9/29

11 - استہزا کرنا - ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزون 9/65

12 - استغفار - فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول 4/64

13 - طرف - مہاجراً الی اللہ ورسولہ 4/100

14 - محبت - احب الیکم من اللہ ورسولہ 9/24

15 - عطا - ما اتھم اللہ ورسولہ

16 - فضل - سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ 9/59

17 - راضی - واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ 9/62

18 - غنی - اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ 9/74

19 - دیکھنا - فسیری اللہ عملکم ورسولہ 9/64، 9/105

20 - عزت - واللہ العزہ ورسولہ 63/8

21 - دوستی - انما ولیکم اللہ ورسولہ 5/55-56

22 - وعدہ - وعدنا اللہ ورسولہ 33/12-22

23 - سچ - صدق اللہ ورسولہ 33/62، 48/27

24 - فرماں بردار - للہ ورسولہ 33/31

25 - حکم - قضی اللہ ورسولہ 33/36

26 - تقدم - یدی والرسول 49/1، 8/1-41، 59/7

28 - مدد - ینصرون اللہ ورسولہ 59/8

29 - رسول اللہ - رسول من عند اللہ 2/101، 63/1، 98/2

30 - بلایا جانا - استجابو اللہ والرسول 3/72، 8/24، 24/48، 24/51

31 - برات - براۃ من اللہ ورسولہ 9/1

32 - عہد - عنداللہ و عند رسولہ 9/7

34 - خیر خواہ - نصحو اللہ ورسولہ 9/91

35 - محرم راز - من دون اللہ ورسولہ 9/16

36 - ڈرنا - ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ 24/50

37 - رجوع - فردوہ الی اللہ والرسول 4/59

38 - نازل - انزل اللہ والی الرسول 4/61، 5/104

39 - بعث - بعث اللہ رسولا 25/41

مشترک صفات

1 - معلم - اللہ - الرحمن - علم القرآن 55/1

رسول یعلمھم الکتب والحکمہ 2/129

2 - تزکیہ - اللہ ولکن اللہ یزکی من یشاء 24/21

رسول ویزکیھم 2/129

3 - نور - اللہ - اللہ نور السموت 24/35

رسول قدجاء کم من اللہ نور 5/15

4 - راضی ہونا - اللہ - واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ 9/62

رسول - واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ 9/62

5 - کریم - اللہ - ماغرک بربک الکریم 82/6

رسول - انہ لقول رسول کریم 69/48 الحاقہ

6 - رؤف - اللہ - ان اللہ بالناس رؤف الرحیم (2 البقرہ)

رسول - بالمومنین رؤف الرحیم 9/128

7 - رحیم - اللہ - بالناس رؤف الرحیم

رسول - بالمومنین رؤف الرحیم

8 - ہادی - اللہ - یھدی من یشاء الی صراط مستقیم 2/213

رسول - انک لتھدی الی صراط مستقیم 42/59

9 - ولی - اللہ - اللہ ولی الذین امنو 2/257

رسول - انما ولیکم اللہ ورسولہ 5/56

10 - عزت - اللہ - فان العزۃ للہ جمیعا" 4/139

رسول - وللہ العزۃ ولرسولہ 63/8

11 - اندھیروں سے نکالنا - اللہ - لیخرجھم من الظلمت الی النور 24/21

رسول - لتخرج الناس من الظلمت الی النور 14/1

12 - انعام کرنا - اللہ - انعم اللہ وانعمت علیہ (النساء 33/37)

رسول - انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ 33/37

13 - اطاعت - اللہ - اطیعو اللہ والرسول

رسول - من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (نسا) 4/80

14 - حلال کرنا - اللہ - لا تحرمو الطیبات ما احل اللہ لکم 5/87

رسول - ...یحل لھم الطیبات 7/157

15 - حرام کرنا - اللہ - ما حرم اللہ ورسولہ 9/29

رسول - ویحرم علیھم الخبث 7/157

16 - امر معروف - اللہ - ان اللہ یامر بالعدل 16/90

رسول - یامرھم بالمعروف 7/156

17 - نھی عن المنکر - اللہ - وینھی عن الفحشاء والمنکر 16/90

رسول - وینھٰھم عن المنکر 7/156

18 - واعظ - اللہ - یعظکم لعلکم تزکرون 16/90

رسول - قل انما اعظکم بواجدہ 34/46

19 - غنی کرنا - اللہ اور رسول - وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ 9/74

20 - فضل کرنا - اللہ اور رسول - ولو انھم رضوما اتٰھم اللہ ورسولہ وقالو حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ 9/59

21 - عطا کرنا

22 - کافی ہونا

23 - حکیم - اللہ - ان اللہ عزیز حکیم 2/220

رسول - یعلھم الکتب والحکمتہ 2/129

چند صفات جو کہ مشترک ہیں' بیان کر دی ہیں۔ ویسے تو پورا قرآن آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصیدہ ہے۔

آٹھواں باب

حقیقت اور معرفت

حقیقت کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کا فرمان یا ابا بکرلم یعلمنی حقیقتہ غیر ربی۔ فاعرف ذالک۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو اچھی طرح جان لے۔ امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ لیکن یہاں بات ہے محبوب ﷺ کی حقیقت کی۔ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر و لکن اخی و صاحبی۔ اگر میں رب کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتا مگر وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے (بخاری) محب اور محبوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دوستی اور پھر اس کی حقیقت کوئی ان کے سوا نہیں جانتا۔ دینی بھائی سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر ٹاٹ کا لباس پہن کر کیکر کے درخت کے کانٹے اتار کر بٹن کی جگہ لگا کر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے لئے صرف اللہ اور رسول (ﷺ) کافی ہیں تو دوست کی دوستی کی حقیقت کیا ہو گی۔

خلاصہ - حاکم کائنات کی حقیقت صرف احکم الحاکمین ہی جانتا ہے۔

معرفت کا سمندر - معرفت کے سمندر کے اس طرف کا کنارہ یقین کی منزل ہے یہاں علم، عقل، عشق، پہنچاتے ہیں ان سب کو ملائیں تو اسے شریعت کہتے ہیں۔ معرفت کے سمندر میں جب عاشق غوطہ زن ہوتا ہے تو اسرار و رموز کے موتی چنتا ہے۔ اسے معرفت کہتے ہیں۔ معرفت کا دوسرا کنارہ حقیقت ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جسے صرف حاکم کائنات ہی جانتے ہیں۔

الف - فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی ارای ما لا ترون

واسمع ما لا تسمعون۔ (بے شک میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سنتے) یہ ارشاد مبارک سننے والے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جن کی نظر ہزاروں میل تک دیکھتی تھی اور ادھر کی آواز بھی سنتی تھی۔

دیکھنے کی حد (Range)

عام انسان کی دیکھنے کی حد کافی ہے۔ افق المبین (جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آتے ہیں) تک تو دیکھ ہی سکتا ہے۔ سورج' چاند' ستاروں کو لاکھوں میل دور دیکھ سکتا ہے مگر ایک حد پر آکر آگے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر بیچ میں رکاوٹ ہو تو پھر دیکھنے کی حد کم ہو جاتی ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانما انظر الی کفی ھذہ قیامت تک ہونے والے واقعات میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ قربان جاؤں اس ہتھیلی پر۔ ہمارے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔ جنگ خندق ہو رہی ہے اور سعد بن معاذ تیر کھا کر شہید ہو گئے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمٰن کا عرش ہل گیا ہے۔ اھتزالعرش الرحمٰن۔ آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ زمین پر آئے ہیں جو پہلے کبھی نہ آئے تھے۔ رحمٰن کا عرش کیوں ہل گیا۔ بلکہ جھوم گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت کی خبر آسمانوں اور ملائکہ کو بتانے کے لئے۔ گویا کہ عرش رحمٰن بھی ہتھیلی پہ۔ عرش کو جھومتا دیکھا۔ آسمانوں کے دروازوں کو کھلتے دیکھا۔ فرشتوں کی تعداد کا علم۔ اور یہ بھی علم کہ وہ پہلے کبھی زمین پر نہ آئے تھے یعنی ایک ایک فرشتے کی حرکات و سکنات کا علم۔ عرش کے ہلنے کی وجہ کا علم۔ کوئی حد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک کی۔ یہ دوسرے جہانوں کی باتیں ہیں (ملائکہ اور نبی مرسل کی حد سدرۃ المنتہی ہے)

عالم برزخ کا مشاہدہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہیں' قبرستان سے گزر ہوتا ہے' عالم برزخ میں' دوسروں کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ فرمایا ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹے سے

پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا ماں کا نافرمان تھا۔ اس عالم خلق میں خود ہیں اور دیکھتے عالم برزخ میں ہیں۔ اور عذاب کی وجہ کا بھی علم ہے۔ جنگ احد کے شہید حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (جنابت کی حالت میں نکلے تھے) کو دیکھا کہ ملائیکہ انہیں غسل دے رہے ہیں (غسیل ملائیکہ) عامر بن فہیرہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام) شہید ہوئے۔ جسم نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو ملائیکہ اٹھا کر لے گئے۔

سننے کی Range (حد)

عام انسانوں کے سننے کی حد دیکھیں۔ جنتی جنت کے اعلیٰ ترین درجے علیین میں ہو گا اور دوزخی دوزخ کے نیچے سجین میں ہو گا۔ کروڑوں اربوں میل کا فاصلہ ہو گا۔ کوئی فون وغیرہ نہیں۔ آپس میں گفتگو کریں گے۔ دوزخی دور سے پانی اور رزق مانگے گا۔ جنتی سنیں گے تب ہی تو جواب دیں گے کہ یہ دونوں چیزیں کفار پر حرام ہیں۔ جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے تم دوزخ میں کیوں آئے۔ دوزخی بولیں گے ہم مسکین کو کھانا نہ کھلاتے اور نماز نہ پڑھتے تھے۔ یہ تو عام انسانوں کی حد ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سننے کی حد کا تو کسی انسان کو پتہ ہی نہیں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سننے کی حد

ایک مختصر سی مثال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اقلام تقدیر کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا۔ زمین پہ بیٹھے ہوئے عرش کے ہلنے کی آواز سننا۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز سننا۔ فرشتوں کے اترنے کی آواز سننا۔ صرف اور صرف حاکم کائنات ہی کی شان ہے۔

خلاصہ - ہے ناں حاکم کائنات

ب - لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا " ولبکیتم کثیرا "
(اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ) یہ ارشاد مبارک کے

سننے والے بھی ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ جیسے بلند مرتبت صحابہ کرام ہیں۔

شب معراج جو محب اور محبوب ﷺ میں گفتگو ہوئی۔ جو علم عطا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کی شکایات کیں۔

ت - شکایتیں - - (شب معراج)

حضرت فاطمہؓ نے کہا - میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا وہ سربمہر باتیں کیا تھیں؟ فرمایا میرے امتیوں کی شکایات تھیں۔ فرمایا اے محمد ﷺ میں خود بندوں کے رزق کا ضامن ہوں اور آپ کی امت میری ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی اور نارسیدہ غم کو اپنے دل پر مسلط کرلیتی ہے' جو غم ابھی آیا ہی نہیں اس کا غم کھانا انسان کو غم آنے سے پہلے ہی غمزدہ کر دیتا ہے۔۔

دوسرا یہ کہ میں نے بہشت کو آپ اور آپ کے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے' لیکن آپ کے امتی بہشت سے رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں کوتاہی کرتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ دوزخ کو میں نے آپ کے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے لیکن آپ کے امتی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض میری نافرمانی کی جرات کر بیٹھتے ہیں۔ چوتھی بات یہ کہ میرے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور میرے بندوں کے ساتھ صلح یعنی تنہائی میں گناہ کرتے ہیں اور مجھ سے شرم نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے ارتکاب گناہ سے پرہیز کرتے اور ان کی ملامت سے خوف کھاتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ میرا ان سے کل یعنی آئندہ کے اعمال کا مطالبہ نہیں ہوتا مگر وہ مجھ سے ہفتہ' مہینہ اور سال کی روزی طلب کرتے ہیں۔ چھٹی بات یہ ہے کہ میں ان کی روزی ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیتا لیکن لیکن وہ میری عبادت کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں یعنی ان کی عبادت میں ریاکاری ہوتی ہے۔ دوسروں کو اس میں شریک کر لیتے ہیں۔ عزت و ذلت میرے اختیار میں ہے۔ وہ غیروں سے اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں اور غیروں سے ڈرتے ہیں۔ ساتویں بات یہ ہے کہ میں ان کو نعمت دیتا ہوں لیکن شکریہ غیروں کا ادا کرتے ہیں۔ فرشتے ہر وقت ان کے بر. ے اعمال میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ میں فرشتوں کے سامنے ان کی شکایت نہں کر. اور میں اگر کچھ تکلیف یا مصیبت ان کو پہنچاؤں تو

وہ لوگوں کے سامنے میری شکایت کرتے ہیں۔ اور کفران نعمت اور ناشکری کرتے ہیں۔

ت۔ انی لا علم اخر اھل النار

ترجمہ۔ بے شک میں ضرور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا۔ دوزخ میں ایک ایسا شخص ہو گا جو پروردگار سے عرض کرے گا کہ مجھے دوزخ کے دروازے تک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ اس کے بعد کوئی بات نہ کہنا۔ وہ شخص کہے گا اچھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اسے دوزخ کے دروازے کے قریب کر دیں گے۔ پھر وہ شخص دوبار اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ یااللہ مجھے دوزخ کے دروازے کے بیچ میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آدم کی اولاد تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ یہ شخص کہے گا یااللہ اس کے بعد اور کچھ نہ کہوں گا۔ پھر فرشتے بحکم الٰہی دروازے کے بیچ کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ شخص کہے گا یااللہ مجھے دوزخ کے دروازے کے باہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ پھر کہے گا۔ اے آدمؑ کی اولاد تو بڑا وعدہ خلاف ہے۔ بار بار وعدہ خلافی کرتا ہے۔ یہ شخص کہے گا کہ یااللہ پاک اب اس کے بعد اور بات نہ کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو دوزخ کے دروازے کے باہر کر دو۔ وہ کر دیں گے۔ اس شخص کے متعلق آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس کو بھی جانتا ہوں کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے دوزخ میں گیا۔ وہ آخری شخص اپنی سزا بھگت کر پھر جنت میں چلا جائے گا۔

ج ۔ لی وقت مع اللہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

(ترجمہ ۔ میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ ہے جس پر کوئی مقرب فرشتہ نہ نبی رسول مطلع ہے۔)

مقرب فرشتے اور نبی رسول کی حد سدرۃ المنتہی ہے۔ اس کے آگے نہ زماں ہے نہ مکاں ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (حالانکہ اللہ کہتا ہے کہ میں صابروں کے ساتھ ہوں۔) بدر کے لئے جاتے ہوئے فرشتوں کو کہا انی معکم عالم ارواح میں انبیاء سے عہد لینے کے بعد (محبوب

ﷺ) کی رسالت کے لئے) کہا کہ سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ (انا معکم) گواہوں سے ہوں اللہ ہر ایک کے ساتھ مگر محبوب ﷺ اللہ کے ساتھ۔ یہ ہے شان محبوب ﷺ (محب کے ہاں نہ زماں نہ مکاں) پھر باقی کونسا علم رہ گیا جو ہمارے آقا ﷺ کو (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تو پتہ بتا دیا گیا کوئی اور اللہ ہے۔ جس کا ہمیں پتہ نہیں بتایا گیا۔ نہیں کوئی اور اللہ نہیں ہے۔

خلاصہ

ہے ناں حاکم کائنات - احکم الحاکمین کے ساتھ

ح- اتانی اللیلته ربی فی احسن صورة تا آخر حدیث

ایک رات میرا رب میرے پاس آیا۔ آپؐ فرماتے ہیں میں بھی اپنے رب کے ساتھ احسن صورت میں تھا۔ فرمایا اے محمد ﷺ میں نے عرض کی مولا میں حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے خبر نہیں (تو بہتر جانتا ہے) یہ تین بار فرمایا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں' میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا' حتیٰ کہ میں نے اس سے خوشی اور شادمانی کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ کو علم ہے کہ فرشتے کیا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رب وہ کفارات کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا۔ اور عضو تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔ دوم باجماعت نماز ادا کرنا۔ تیسرا ہر نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! تمہیں مشکل کشا مل گیا جو بھی مشکل سوال ہے آپ ﷺ سے پوچھو۔ حضرت اسرافیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما ا لکفارات۔ آپؐ نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت جبرائیل حاضر ہوئے یا محمد اما لمنجیات۔ آپؐ نے فرمایا پوشیدہ اور اعلانیہ خدا سے ڈرنا۔ فقیری اور تونگری میں میانہ روی اور ناراضگی اور خوشی میں انصاف کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت میکائیل حاضر ہوئے اور پوچھا یا محمد

ماالدرجات یعنی وہ چیز جس کی بدولت بندے کے اعمال بلند ہوں' کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلانا۔ سلام کرنا۔ رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ماالمھلکات (بندوں کو ہلاک کرنے والی) آپؐ نے فرمایا یعنی وہ بخیل جس کی لوگ اطاعت کریں جو کچھ بخیل انہیں کہتے رہیں اس پر عمل کریں۔ نفسانی خواہش کی پیروی کرنا۔ اور خود کو نیک سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا صدقت یا محمد (یہ مقرب فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے مگر انہیں جواب نہیں مل رہا تھا۔ اور آپؐ کا انتظار اللہ تعالیٰ نے کروایا کہ محبوبؐ آئے کیونکہ یہ حاکم کائنات کا کام ہے کہ اپنے مطیع مخلوق کے جھگڑے نپٹائے۔

خ- ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم

ترجمہ - بے شک میرے رب نے میری امت کے متعلق مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں دوسری بار فرمایا۔ میں نے وہی کہا پھر فرمایا اے محمد میں تجھے تیری امت کے حق میں اداس نہ کروں گا اور مجھے خوشخبری دی کہ سب سے پہلے آپ کے ستر ہزار امتی جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار (طفیلی) اور ان سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 5 صفحہ 393)

خلاصہ - ہے ناں حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین نے حاکم کائنات سے مشورہ کرکے فیصلہ فرمایا۔

ذ- کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اہل الجنتہ واسماء اباءھم وقبائلھم

اور دوسری کتاب میں اسماء اہل النار۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا کتابیں ہیں صحابہ کرام بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے (کتنے پکے مومن تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ والی کتاب میں تمام جنتیوں کے نام ان کے باپ دادوں اور قبیلوں

کے نام ہیں پھر آخر تک ٹوٹل ہے اور بائیں ہاتھ والی کتاب میں دوزخیوں کے نام ان کے باپ داداوں اور قبیلوں کے نام پھر آخر تک ٹوٹل ہیں۔

خلاصہ - ہے نا حاکم کائنات جس کے علم مبارک میں ہے کہ انسان اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دوزخ اور اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گے یہ ہوتی ہے حاکم کی نشانی۔

د- اللہ معطی وانا قاسم

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ اس میں علم بھی شامل ہے اور جیسا کہ آیت مبارکہ کے مطابق آپ (ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں اس لیے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ بہت بڑے سخی ہیں اور علم بھی سب چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ کے در سے ملے گا قاسم کے در سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔ یہ اللہ کا سسٹم ہے۔ انسان کے دفتر میں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ یہ کہے کہ میں اس مخصوص کھڑکی سے نہ لوں گا بلکہ دفتر کے اندر جا کر مطلوبہ چیز لاؤں گا اور پھر وہ ایسا کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ انسان کے دفتر میں کرپشن (خرابی- بگاڑ) ہے۔ بنائے ہوئے سسٹم کو توڑا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں کرپشن نہیں ہے۔ وہاں فطرت کے خلاف بات نہیں ہوتی۔ یہی فرق بندے اور اللہ کے دفتر کے درمیان ہے۔
اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (قاسم) کے علاوہ اس کی رضا کے بغیر دے دے تو پھر بندے اور اللہ کے سسٹم میں کیا فرق رہ گیا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا کرتا ہے اتنا ہی گویا کہ پورا پورا آپ ﷺ بانٹتے ہیں۔ عطا اور بانٹ برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ میں تو سو فیصد عطا کرتا ہوں اور تم کچھ فیصد بانٹو۔ نہیں یہ محبوبیت ہے سب کچھ محبوب ﷺ کے در سے دلواتا ہے جو کہ حاکم کائنات کی شان کے شایان ہے۔

نتیجہ - ہے نا حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین عطا کرے اور حاکم کائنات بانٹے۔

نواں باب

اوصاف حاکم کائنات

تمہید - حاکم کے اوصاف میں ایسی بہت سی باتیں آتی ہیں جو عام انسان میں نہیں ہوتیں اور دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ اوصاف بھی تو حاکم کو باقی سب سے بلند و بالا اور برتر کر دیتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ اسے اس منصب پر فائز کر دیتا ہے۔ یہاں چونکہ کائنات کا معاملہ ہے۔ اس لئے ہمارے آقا ﷺ کے اوصاف حمیدہ سارا قرآن ہے اور ہم قرآن کے حوالوں کے ساتھ ساتھ ان اوصاف کو تلاش کریں گے۔ انشاء اللہ ہر وصف جو حاکم کائنات کی شان کے شایاں ہے ہمیں مل جائے گا۔

حاکم کائنات کی موجودگی - سب سے اعلیٰ اوصاف میں سے یہ وصف آپ ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ہے گویا کہ آپ اپنی کائنات میں موجود ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں تمام کائنات کو ایسے دیکھ رہا ہوں۔ جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر آپ قرآن کھولیں تو سورہ الحجرات میں فرمان الٰہی ملے گا واعلموا ان فیکم رسول اللہ 49/7 ترجمہ - اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑھی اتھارٹی ہے آپ ﷺ کی موجودگی کی۔ منافقین مدینہ جب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے مومنوں کو تنگ کرتے تھے۔ اندرونی طور پر کفار سے ملے ہوئے تھے اور خصوصاً" وہ منافقین جو جھوٹے بہانے بنا کر غزوہ تبوک پہ نہ گئے تھے اور جب آقا ﷺ اور مومنین واپس آئے تو یہ منافقین بہانے بنانے لگے (گیارہواں پارہ اسی نسبت سے شروع ہوتا ہے سورۃ توبہ یعتذرون الیکم) تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبر دے دی ہے اور اب اللہ اور رسول تمہارے کام دیکھیں گے (وسیری اللہ عملکم و رسولہ) کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔ گویا کہ منافقین چھپ چھپ کر منصوبے بناتے مگر یہ رسول اللہ سے

پوشیدہ نہ تھے۔ درحقیقت آپ ﷺ تمام کائنات کی روح رواں ہیں اور یہ عقلی دلیل ہے آپ ﷺ کی موجودگی کی۔

2۔ حاکم سب کی بولیاں سمجھتا ہے۔ جہاں قرآن حکیم میں یہ فرمایا کہ یعلمھم الکتب والحکمتہ۔ (انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے) 2/129۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم سکھانے والا خود بھی علم رکھتا ہے تب ہی تو معلم کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ یہ تو ایک عقلی دلیل ہے۔ اب معلم کے لئے ضروری ہے کہ جن کو وہ تعلیم دے ان کی بات سمجھے۔ ان کی زبان سمجھے اگر وہ کسی اور زبان میں بات کر رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ معلم تمام بولیاں جانتا ہے اور یہ تو حقیقت بھی ہے لوگ حج کے موقع پر سینکڑوں قسم کی زبانوں میں اپنے اپنے دکھڑے سنا رہے ہوتے ہین کوئی رو رہا ہے کوئی عاجزی کا پیکر بنا ہوا ہے۔ ان کا رنگ مختلف ہے۔ شکل کے نقش و نگار مختلف ہیں زبانیں مختلف ہیں۔ مگر حاکم کائنات ان سب کی زبانیں سمجھ رہا ہے ان کے ساتھ جہاں ضرورت ہے اپنا دیدار کروا کر ان کی زبان میں بات چیت کر رہا ہے۔ مجھ جیسے پنجابی بولنے والے کے ساتھ پنجابی میں (میری عرض کا جواب) بات کر رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑی عقلی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر حاکم اپنے ماتحت کی بولیاں نہیں سمجھتا تو پھر وہ حاکم نہیں ہے۔ جب بولی نہ سمجھے گا تو ان کی شکائتیں کیسے سنے گا ان پر رحمت کیسے کرے گا۔ اے عقل کے غلام تو بھی سمجھ لے کہ آپ ﷺ سب بولیاں جانتے ہیں سمجھتے ہیں اور بولتے ہیں ...... ہیں نا حاکم کائنات۔

3۔ حاکم کائنات خلق عظیم کا حامل ہوتا ہے۔ آقا ﷺ نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم کا خلق تمام کائنات میں بلند ترین ہے۔ بلکہ آپ کی آمد خلق کی تکمیل ہے۔ بڑے بڑے سورما کفار صرف اور صرف آپ کے خلق کی وجہ سے مسلمان ہو گئے۔ عدی بن حاتم کہتا ہے کہ میں مدینہ گیا صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ نبی ہیں یا بادشاہ۔ مدینہ کی گلی سے آپ گزر رہے تھے کسی نے بتایا کہ آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ میں آپ سے ملا۔ آپ نے بڑے خلق عظیم کا مظاہرہ کیا۔ باتیں کرتے کرتے مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ کچا فرش تھا۔ آپ اس کچے

فرش پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنی جگہ جو کہ چمڑے کی گدی تھی اس پر بٹھا دیا۔ میرے دل نے کہا کہ آپ نبی ہیں یقیناً" سچے نبی۔ پھر عدی بن حاتم نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ کی پوری ظاہری حیات میں ہزاروں ایسے واقعات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی سچ کہا وانک لعلٰی خلق عظیم (68/4) بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

4 - حاکم کائنات کی پیروی (اسوہ حسنہ کی) بہتر ہے - حاکم کی ذات ایک آئیڈیل ہوتی ہے اس کی شخصیت میں ایسا جادو ہوتا ہے جو سب کو مسحور کر دیتا ہے۔ اس کا طریقہ طرز زندگی، رہن سہن، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، بول چال غرضیکہ وہ ایک نمونہ ہوتا ہے جو اس کے ماتحت اپناتے ہیں۔ ایک عام دنیاوی مثال دیتا ہوں فوج کی۔ جو چھوٹے آفیسر لیفٹیننٹ یا کیپٹن کے عہدے کے ہوتے ہیں وہ اپنے کمانڈر کی نقل کرتے ہیں۔ بولنے کا سٹائل، چلنے کا سٹائل۔ طرز عمل اپنانے میں گویا کہ وہ ان کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ اب یہاں بات ہے پوری انسانیت کی۔ تو آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے بھی کہہ دیا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ (33/21) اسی اسوہ حسنہ کی وجہ سے کفار مکہ نے صادق اور امین کہا۔

5 - حاکم کائنات کا اتباع - حصول محبت الٰہی - حاکم کی شخصیت میں وہ جادو ہوتا ہے کہ اس کا اتباع خود بخود ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں حاکم کائنات کا معاملہ ہے۔ اس کے اتباع کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب - اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ نایاب گوہر مل جائے تو بس اور کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ایک فیصلہ سنا دیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فا تبعون یحببکم اللہ (3/31) اے محبوب آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو۔ تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یہاں تو بلکہ معاملہ ڈبل محبت کا ہو گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ لیکن شرط رکھی کہ حاکم کائنات کی پیروی کرو۔

6 - حاکم کائنات جو دے لے لو جس سے منع کرے باز رہو - یہ ایک ایسا

اصول ہے جو کہ انسان کی عام دنیاوی زندگی میں بھی عمل کی راہ بنتا ہے۔ حاکم کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ اور حاکم جس چیز سے منع کرے باز رہنا پڑتا ہے۔ دنیا کے اخلاقی اصول اسی بنیاد پر قائم ہیں۔ عقل یہ کہتی ہے کہ حاکم جس چیز سے منع کرے گا وہ یقیناً" اچھی نہ ہوگی اور جس کام کے کرنے کی اجازت دے گا وہ یقیناً" اچھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی حکم دیا۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (59/7) اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ یہ ہے اصول زندگی۔ اسے آقا ﷺ کا طریقہ یا سنت بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی اس کا الٹ کرے تو پھر وہ ایک طرح کا باغی تصور کیا جائے گا اور اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے جہنم رکھی ہے۔ کیونکہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ حاکم کائنات کے ساتھ فرمانبرداری کی جائے۔

7- جہاں حاکم وہاں احکم الحاکمین - حاکم کائنات کی شان اور اوصاف کی جب بات ہوتی ہے تو یقیناً" ایک بات ذہن میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچانے والی ہستی صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ دوسری بات جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہی کہ جب میرے بندے میری بابت آپ سے پوچھیں تو میں قریب ہی ہوں۔ یعنی کہ جہاں محبوب وہیں محب۔ ہجرت ہو رہی ہے۔ ایک صحابہ جندہ بن ضمرۃ اللیثی بوڑھا تھا۔ ہجرت کرتے ہوئے راستہ کے درمیان موت نے آلیا۔ آخر وقت انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ ہ رکھا اور کہا یا رب یہ تیرا اور تیرے رسول کا" میں اس پر بیعت کرتا ہوں۔ جس پر تیرے رسول نے بیعت کی۔ یہ خبر پاکر صحابہ کرام نے فرمایا کاش وہ مدینہ پہنچتا تو اس کو کتنا اجر ہوتا۔ اور مشرک ہنسے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لئے نکلے تھے وہ نہ ملا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن یخرج من بیتہ مھاجرا" الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (4/100) اب ذرا آیت پر غور کریں۔ "اور وہ جو اپنے گھر سے ہجرت کرتا ہوا نکلا اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ ہجرت کے وقت تو صرف دو اونٹ تھے ایک پر حضور ﷺ اور دوسرے پر صدیق اکبرؓ اور ان کا

غلام۔ کیا کوئی تیسرا اونٹ بھی تھا۔ پھر مکہ میں بیت اللہ کو چھوڑ کر۔ پیٹھ کر کے جا رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جہاں رسول وہیں میں۔ ہے ناں حاکم کائنات۔

8 - **حاکم وقت کی طرف رجوع کرو** - اس کائنات کا نظام یہ ہے بلکہ انسان کا بنایا ہوا نظام بھی یہی ہے کہ جب انسان آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں تو پھر ان مقدمات کو آخیر تک حاکم وقت کے ہاں لے جاتے ہیں۔ اگر کسی کو سپریم کورٹ نے پھانسی کی سزا کم نہیں کی تو وہ صدر مملکت کو رحم کی اپیل کر دیتا ہے۔ یہ تو ایک عام دنیاوی فانی نظام ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام میں طریقہ تو یہی ہے مگر رجوع کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے۔ کیونکہ آپ حاکم کائنات ہیں۔ فرمان الٰہی ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول (4/59) ظاہر ہے حاکم کائنات نے جو اصول بتائے ہیں وہ عدل پر مبنی ہیں۔ دنیا کا اور کوئی نظام عدل پر مبنی نہیں سوائے آقا ﷺ کے نظام کے۔ اس لئے کہ یہ عین فطرت ہے۔

9 - **حاکم کائنات کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا** - حاکم تو ویسے بھی باعث رحمت ہوتا ہے۔ انسانوں کی تکالیف کا ازالہ کرنا اسی کے وجود کا باعث ہوتا ہے۔ آقا ﷺ تو رحمتہ اللعالمین ہیں۔ تمام انسانیت کے لئے رحمت۔ اس لئے آپ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے کٹر کافروں کو بھی عذاب نہ دیا جنہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ لاؤ آسمانوں سے پتھروں کی بارش یا کوئی اور عذاب۔ اخلاقیات کی تمام حدوں کو عبور کر کے اپنی بغاوت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم (8/33) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو کیونکہ آپ تو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو۔ ویسے بھی عقل یہی کہتی ہے کہ رحمتہ اللعالمین کی موجودگی میں عذاب کا کیا کام۔ اسی لئے شب معراج دوزخ کا عذاب موقوف کر دیا گیا تھا۔

10 - **حاکم کائنات کی پناہ** - قرآن میں بہت جگہ ذکر آیا۔ آپ ﷺ مومنوں کے لئے نہایت شفیق اور رحم کرنے والے ہیں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا کہ آپ مومنوں

کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یہ تو حقیقت ہے کیونکہ آپ ہیں ہی رحمتہ اللعالمین۔ ادھر اللہ تعالیٰ بھی محبوب کی اس شان' اس وصف کو اور اجاگر کر رہا ہے اور آپ سے کہہ رہا ہے "واخفض جناحک للمومنین (15/88) اور مومنوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو یعنی کہ آپ ان کے لئے ایک رحمت بھری پناہ گاہ ہیں اور انہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ کی پناہ میں آئیں۔ چنانچہ آپ اپنی رحمت کے پروں کے اندر چھپا لو۔ ہے ناں حاکم کائنات۔ (اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میری رحمت کے پروں میں بھیج دو) یہی محبوبیت کا تقاضا ہے ناں۔

11 - **حاکم کے ادب کا پیمانہ** - یہ ایک فطری - اخلاقی اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ حاکم کا ادب ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ عام دنیا کی مثال یوں ہے کہ صدر یا بادشاہ مملکت آئے تو اس کے ادب میں لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قومی ترانہ جو ان کا ایک طریقہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو ایک فانی دنیا کا طریقہ ہوا۔ اب یہاں بات ہے محبوب ﷺ کے ادب کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بتایا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو) کیونکہ یہ ادب اور احترام کے خلاف ہے۔ دوسری جگہ کہا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (49/2) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے۔ اور خطاب کر دیا مومنوں کو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے سے ایمان چلا جاتا ہے۔ اور یہ ہے حاکم کائنات کے ادب کا پیمانہ۔

12 - **حاکم کی تعظیم و توقیر** - ادب کے ساتھ ساتھ دوسری بات جو ہوتی ہے وہ تعظیم و توقیر کی ہے۔ عقلاً" یہ واضح ہے کہ جب ادب سیکھا تو تعظیم و توقیر خود بخود ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو حکم بھی ایسا ہی دیا تعزروہ و توقروہ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ ادب اور تعظیم و توقیر تو محبت کے قرینوں میں سے ایک قرینہ ہے۔ اس لئے یہ ایک فطری بات ہے کہ حاکم کا ادب۔ اس کی تعظیم و توقیر کی جاتی ہے۔ اور یہاں تو معاملہ ہے حاکم کائنات کا۔

13 - **حاکم کے بلانے پر حاضر ہو** - حاکم کا بلانا تو ایک حکم ہے جس کی تعمیل فرض

ہے۔ یہ تو فطری اور عقلی بات ہے۔ یہاں حاکم کائنات کا معاملہ ہے۔ اس کے بلانے پر چاہے بندہ نماز میں ہی کیوں نہ مشغول ہو۔ نماز توڑ کر حاضر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یا ایھالذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعا کم لما یحییکم (اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے)

صحابی سعید بن معلّی نے اپنا واقعہ اسی طرح بیان کیا۔ آخر نماز کیا ہے؟ یہ تو رسول ﷺ کا ذکر ہے۔

14 - حاکم بھلائی کا خواہش مند ہوتا ہے - یہ بھی ایک قدرتی بات ہے۔ حاکم اپنے ماتحتوں کے لئے بھلا چاہتا ہے۔ اس کے پاس کوئی آئے اپنی تکلیف بتائے تو حاکم کو بھی اس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہی تو حاکمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم۔ (9/128) ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ ہے ناں حاکم کائنات۔

15 - حاکم کائنات ازل سے لے کر ابد تک زندہ ہے - حاکم کائنات ازل سے ابد تک حیات ہے۔ قرآن میں بہت اوصاف ہیں جیسے رحمتہ اللعالمین ہے۔ رؤف ہے۔ رحیم ہے۔ کریم ہے۔ موجود ہے۔ حاضر و ناظر ہے۔ یہ سب اوصاف یہ مطلع کرتے ہیں کہ آقا ﷺ ازل سے لے کر ابد تک حیات ہیں۔ اب یہاں ایک عقلی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ زندہ کی بیوی سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کسی معاشرے میں نہیں' چاہے یہودیت ہو' عیسائیت ہو' کمیونزم ہو وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہ ایک فطرت کا اصول ہے۔ کہ زندہ کی بیوی اسی کی ہی بیوی ہے۔ اب قرآن کھولیں فرمان الٰہی ہے۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعد ابدا" (ترجمہ - اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیوہ سے نکاح کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ میرا محبوب ﷺ ازل سے ابد تک "حیات" ہیں۔

نتیجہ - ہیں نا حاکم کائنات۔ (سمجھ آیا) اللہ تیرا مقیاس ذہانت بلند کرے تاکہ تو سمجھے۔

16 - حاکم کائنات کا ہاتھ - اللہ کا ہاتھ ہے - جب صلح حدیبیہ ہو رہی تھی اور ایک درخت کے نیچے بیعت ہو رہی تھی جیسا کہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ جو سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے تھے' شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر کی بنا پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ مبارک رکھا باقی مومنوں نے بیعت کے لئے اس ہاتھ مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے اور پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دایاں ہاتھ مبارک ان سب پر رکھا اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام فوراً حاضر ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے یداللہ فوق ایدیھم یعنی کہ آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی بھر مٹی کفار کی طرف پھینکی جو کہ ایک آندھی کی صورت اختیار کر گئی اور مستشرقین لکھتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی پیٹھ میدان جنگ کی طرف تھی اس کی آنکھوں میں بھی مٹی پڑی اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ تو آپ نے نہیں پھینکی تھی جب پھینکی تھی بلکہ وہ تو میں نے پھینکی تھی۔ (وما اذ رمیت ولکن اللہ رمی) چنانچہ حاکم کائنات کے اوصاف مبارک میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

17 - آپ ﷺ کا وجود مبارک - اللہ تعالیٰ کا احسان ہے - اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے مومنو! میں نے بے شک تم پر احسان کیا ہے کہ انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں' کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران 3/164) یہ ہے شان حاکم کائنات - اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ہاتھ دیئے' پاؤں دیئے' یہ نہیں کہا کہ میں نے تم پر احسان کیا۔ آنکھیں دیں' کان دیئے مگر یہ نہیں کہا کہ میں نے تم پر احسان کیا۔ عقل دی' صحت دی' شعور دیا مگر یہ نہیں کہا کہ میں نے تم پر احسان کیا ہے۔ لیکن جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی بات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے تم پر احسان کیا اور واقعی یہ انسانیت پر ایک عظیم احسان ہے جب کہ ہر طرف گمراہیاں ہی گمراہیاں تھیں۔ اندھیرے ہی اندھیرے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تشریف لائے اور سب کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالا۔

18 - محبوب ﷺ امی ہیں - حاکم کائنات کو کسی دنیاوی مدرسے میں کوئی تعلیم نہیں ملی۔ امی کے معنی یہ ہیں جس نے کسی مدرسے سے تعلیم نہ لی ہو۔ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق ہو تو آپ کا معلم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ بعض نادان دانستہ یا نادانستہ طور پر غلط ترجمہ کر جاتے ہیں اور اپنا ایمان گنوا بیٹھتے ہیں۔ وہ غلط ترجمہ "ان پڑھ" ہے۔ ایک اور جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سورا عنکبوت کی آیہ 48 میں لکھا ہے) "اس سے پہلے آپ کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔" مطلب یہ کہ پھر کفار مکہ نے کہنا تھا کہ انہوں نے تو فلاں کتاب پڑھی ہے یا فلاں مدرسے سے پڑھ کر آئے ہیں۔ اس لئے ان کی اس تعلیم سے ہمارا کوئی سروکار نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے اس اعتراض کو رد کر کے خود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پڑھایا اور باقی انسانیت کے لئے معلم بنا دیا۔ اور فرمایا یعلمھم الکتب والحکمتہ - وہ کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ ہے شان حاکم کائنات۔

19 - حاکم کائنات کی حفاظت کا ذمہ - واللہ یعصمک من الناس۔
(ترجمہ - اے محبوب اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔)

حاکم کائنات کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے قرآن جو کہ حاکم کائنات کا قول ہے کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہوئی ہے۔ کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ سفروں میں شب کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی پہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے پہریداروں سے فرمایا "تم لوگ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی ہے۔"

20 - حاکم کائنات کی مقرر کردہ حدوں سے بڑھنے کی سزا - اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کائنات کا حاکم بنا کر بھیجا اور اس کائنات کا ضابطہ حیات چلانے کے لئے کچھ قوانین بنائے۔ یہ انسانوں کے لئے ضروری تھا۔ چنانچہ اللہ

تعالٰی نے کئی جگہوں پر فرمایا کہ جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ سورۃ نساء میں ارشاد ہے ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا" خالدا" فیھا۔ ولہ عذاب مھین۔ 4/14

21 - رضائے حاکم کائنات - اللہ تعالٰی کی رضا ہے - آپ ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (2/144) قد نری تقلب وجھک فی السماء۔ فلنولینک قبلتہ ترضھا۔ "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیرو مسجد حرام کی طرف۔" اور اے مسلمانو! 17 ماہ گزر گئے تھے قبلہ تبدیل نہ ہوا تھا۔ مگر جب حاکم کائنات نے چاہا تو پھر نماز ظہر میں قبلہ تبدیل ہو گیا۔ آدھی نماز ادھر اور آدھی نماز ادھر۔ ہے ناں حاکم کائنات

22 - فضل اور عطائے حاکم کائنات - آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ چنانچہ فضل اور عطا بھی آپ ﷺ کے کے در سے ملتا ہے۔ قرآن میں ہے (توبہ 9/59) ولو انھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ وقالو حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ۔ انا الی اللہ راغبون۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول اور ہمیں اللہ ہی طرف رغبت ہے۔" یہ بات اللہ تعالٰی نے بمنافقین مدینہ کے جواب میں کہی جنہوں نے صدقات بانٹنے پر نکتہ چینی کی تھی۔ آقا ﷺ پر گویا کہ آقا ﷺ کا بانٹنا اور فضل کرنا ہی اللہ تعالٰی کا فضل ہے۔

23 - حاکم کائنات نرم دل ہے - دیگر متعدد اوصاف کے ساتھ ساتھ جن سے

قرآن بھرا پڑا ہے آپ کی شان کریمی یہ ہے کہ آپ نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ ہیں جو رحمتہ اللعالمین - اپنوں کے ساتھ ساتھ دشمنوں کے لئے بھی رحمت اور نرم دل۔ اسی وجہ سے روز احد غضب نہ فرمایا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت 159 پڑھیں۔ فبما رحمته من الله لنت لهم تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایسے واقعات آپ کی اس صفت کو مزید اجاگر کرتے ہیں۔ نرم خو ہونا ہی حاکم کائنات کی نشانی ہے۔ جو اپنی مطیع مخلوق کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے۔ ان کی بھلائی کا خواہشمند ہوتا ہے۔

24 - حاکم کائنات کا بولنا - اپنی خواش یا مرضی سے نہیں ہے بلکہ یہ تو وہی بولتا ہے جو اللہ تعالیٰ بولنا چاہتا ہے۔ قرآن نے فرمایا وما ينطق عن الهوى ان هوالا وحى يوحى (53/3) ترجمہ وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ وحی کی کئی اقسام ہیں۔ جبرائیل کے ذریعہ بات کرنا یا پردے کے پیچھے سے بات کرنا یا اللہ تعالیٰ کا الہام کرنا (بغیر کسی واسطہ کے) جیسے شب معراج اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ اے محبوب تو یہ کہ چنانچہ آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں اور چند الفاظ کے وقفوں وقفوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا بھی تصدیق کرنا۔ گویا کہ بات چیت ہو گئی۔ مکالمہ ہوا۔ اللہ اور حبیب کا آپس میں گفتگو کا ہونا۔ یہ سب شان حاکم کائنات ہے۔ اس موقع پر تو جبرائیل علیہ السلام موجود نہ تھے۔ گو کہ بعد میں انہیں پتہ چل گیا ہو گا۔

25 - حاکم کائنات پر درود و سلام وجہ قرب ہونا - قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ ان الله وملئكته يصلون على النبى۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کی تکریم ہے۔ عظمت عطا فرمانا ہے۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور دعوت غالب اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول کر کے اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا

اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کرنا۔ مومنوں کو حکم ہوا درود و سلام بھیجنے کا۔ یہ واحد عبادت ہے جس کی مقبولیت کا پیمانہ بتا دیا گیا ہے کہ دس درجے بلند ہوں گے۔ دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں گے۔ اس کے علاوہ کوئی اور عبادت کے متعلق پتہ نہیں کہ قبول ہو گی یا ریاکاری کی وجہ سے منہ پر مار دی جائے گی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جو کوئی جتنا درود پڑھے گا اتنا ہی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہو گا۔ ہے ناں کتنی آسان ترکیب۔ حاکم کائنات کے قرب کی۔

دسواں باب

حاکم کائنات کا جلال

جلال مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کی سیرت حربی کا مطالعہ کیا جائے تو نہایت قطعیت کے ساتھ اور ہر طرح کے شک و شبہ سے ماورا ہو کر تسلیم کرنا ہو گا کہ آپ ﷺ کی فتح کا راز آپ ﷺ کی شخصی شجاعت اور بے مثال قوت اعصاب پر مبنی تھا جو خطرناک سے خطرناک اور نازک سے نازک مواقع پر بھی قائم اور ثابت رہے۔ انتہائی سنگین حالات میں بھی آپ پوری سرعت کے ساتھ جنگی تدبیریں وضع کرتے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ آپ کے اسباب نصر میں آپ کا عزم اکید بھی شامل تھا۔ ایسی قوت ارادی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آپ سپہ سالار اور امر عسکر کی حیثیت سے دو اعتبارات کے پیش نظر ہر زمان و مکاں کے فوجی رہنماؤں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

الف - امیر الا شجعین - آپ ﷺ حد درجہ بلند ہمت اور صاحب عز و ثبات قائد افواج کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر بہادری کی مثال تھے۔ اسد اللہ (شیر خدا) مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ جب میں جنگ کی ہولناکیوں کا سامنے کرتے ہوئے آقا ﷺ کی پناہ میں آتا تو آپ کو پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم جنگ میں مصروف پا کر ہمارا حوصلہ مزید بڑھ جاتا اور پھر مصروف جنگ ہو جاتا۔

ب - اللہ کی راہ میں - آپ ﷺ کی ساری جنگیں اللہ کا دین پھیلانے - اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کروانے کے لئے تھیں نہ کہ کسی ذاتی مقاصد کے لئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جتنا میں اللہ کی راہ میں ستایا گیا ہوں کوئی نہیں ستایا گیا۔

اگلے صفحات میں جنگوں کی تفاصیل دی ہوئی ہیں۔ جن میں آپ ﷺ نے حصہ لیا اور قیادت کی۔ انہیں غزوہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد باقی تمام فوجی مہموں کی تفصیلات بھی ہیں جو کہ 75 کے قریب ہیں۔ ذرا ٹائم ٹیبل پر غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر دوسرے یا تیسرے مہینے اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ گویا کہ مدینہ طیبہ کے 10 سال اللہ کی راہ میں لڑتے گزر گئے۔

گیارھواں باب

حاکم کائنات - قیامت کے دن

1- **سردار** - عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انا سید ولد ادم یوم القیمته ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوای وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر (ترمذی) حضرت ابو سعید سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں۔ فخریہ نہیں کہتا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا، فخریہ نہیں کہتا۔ اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہو گا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو۔ میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی فخریہ نہیں فرماتا۔

ب - **حبیب** حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں کچھ لوگ بیٹھے پھر حضور انور تشریف لائے۔ حتیٰ کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا۔ ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اس کی روح ہیں ایک دوسرے نے کہا کہ آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا۔ تب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ہم نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارا تعجب کرنا سنا۔ یقیناً" ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ویسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے راز کی بات کرنے والے ہیں۔ واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں۔ آدم کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ فخریہ نہیں کہتا۔ (انا حبیب اللّٰہ)

ت - قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے رسول ہوں گے فخریہ نہیں کہتا۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول شفاعت

قیامت کے دن میں ہوں۔ فخریہ نہیں کہتا۔

ث - میں پہلا وہ شخص جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۔ (اول من یحرک حلق الجنتہ) تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقرا مسلمان ہوں گے۔ فخریہ نہیں کہتا۔

ج - وانا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر - میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں۔ فخریہ نہیں کہتا۔ (ترمذی - دارمی)

ح - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں۔

خ - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ اٹھائے جائیں گے ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئیں گے۔ اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم پیشرو ہوں گے اور لوگ جب خاموش ہوں گے تو ہم ان کے خطیب ہوں گے اور جب لوگ روکے ہوئے ہوں گے تو ان کے شفیع ہوں گے، لوگ جب مایوس ہوں گے تو انہیں بشارت دینے والے ہم ہوں گے۔

د - عزت اور کنجیاں - اس دن عزت اور کنجیاں (الکرامتہ والمفاتیح یومئذ بیدی) ہمارے ہاتھ ہوں گی۔ حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔ میں ساری اولاد آدم میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں۔

حاکمیت - یوم قیامت

جنتی جوڑا - عرش کے داہنی طرف

ذ - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے جنتی جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو۔ (ترمذی)

ر - وسیلہ - د - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز ہے۔ فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ صرف ایک شخص پائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔

ز - اخلاق کی تکمیل - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا۔

س - تورات میں مذکور - روایت ہے کہ حضرت کعب سے وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں۔ فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میرے پسندیدہ بندے ہیں۔ عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔ توریت میں حضور محمد کی صفت مذکور ہے۔

ش - بزرگی - عن ابن عباس - اللہ تعالیٰ نے حضور محمد ﷺ کو سارے انبیاء اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی۔

معجزات - متبعین - ص - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے۔ اور وہ جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہوں۔

ض - چھ نعمتیں - (1) ایک ماہ کے راستے سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا۔ (2) ساری زمین مسجد اور طہارت بنا دی گئی۔ (3) میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں۔ (4) بڑی شفاعت دی گئی۔ (5) ساری کائنات کی طرف بھیجا گیا۔ (6) مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

ط - خزانوں کی کنجیاں - آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی۔ تو میں نے اس مشرق و مغرب دیکھے۔

حشر کا میدان - لوگ ڈھونڈیں گے

حاکم کائنات کو

2 - ڈھونڈتے ہزار سال گزر جائے گا - فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ بعض بعض میں مخلوط ہو جائیں گے۔ یعنی اولاً" تو لوگ محشر میں اکیلے اکیلے حیران کھڑے ہوں گے، بہت دراز عرصہ گزرنے کے پر بعض بعض سے ملیں گے اور مشورہ کریں گے۔ از آدم علیہ السلام تا روز قیامت۔ سارے انسان داخل ہیں۔ کافر ہوں یا مومن۔ سوائے حضرات انبیاء کرام کے تلاش شفیع کے لئے سب ہی نکلیں گے۔ حضرات انبیاء کرام نہ نکلیں گے اور ممکن ہے کہ ان لوگوں میں وہ شامل نہ ہوں جو عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے۔ سب سے بڑا مسئلہ جو درپیش ہو گا کہ کوئی ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ سے بات کرے تاکہ روز محشر کی کارروائی شروع ہو۔ اسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ انسان حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور شفاعت کبریٰ کے لئے عرض کریں گے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کے لئے نہیں مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ میں نے ایک حکم بھلا دیا۔ اب تم کسی اور کے پاس جاؤ (اذھبوا الی غیری) پھر تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس کے لئے نہیں ہوں۔ پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ بھی یہی کہہ دیں گے کہ وہ اس کے لئے نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہاں سے بھی ایسا ہی جواب ملے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی یہی کہیں گے کہ اس کے لئے میں نہیں ہوں۔ لیکن تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔ آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تو وہ میرے پاس آئیں گے۔ میں فرماؤں گا۔ "انا لھا" ہاں میں اس کے لئے ہوں۔ اس طرح ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہزار سال گزر جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پھر میں اپنے رب سے اجازت

مانگوں گا۔

الف - سجدہ - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں رب کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و تسل تعطہ واشفع تشفع فاقول امتی امتی (اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ۔ فرمایا تمہاری سنی جائے گی۔ مانگو دیئے جاؤ گے۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ عرض کروں گا یا رب میری امت یا رب میری امت کو بخش دے۔) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وہ ایک "دعا مخصوص" محفوظ رکھی ہے۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات - انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جائیں گے پھر کہیں ہزار سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں گے۔ (سیدھے بھی پہنچ سکتے ہوں گے مگر یہ سارا عمل اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ ہر نبی کے پاس جا کر بالآخر حاکم کے پاس پہنچ جائیں)

میدان حشر

3 - کفار کی تمنا - ایک تو کافر یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ قرآن بیان کرتا ہے یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسولا (32/66 الاضراب) ترجمہ - جس روز وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو بصد یاس کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول اکرم کی۔

الف - اطاعت رسول کی تمنا - آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور آگ میں جلنے کے باعث ان کے چہرے کی رنگ ہر لحظہ بدلتی رہے گی۔ کبھی زرد، کبھی سرخ، کبھی سیاہ، مونہوں کے بل آگ میں انہیں گھسیٹا جائے گا۔ معذرت خواہی کرتے ہوئے عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب۔ اس میں ہمارا اتنا قصور نہیں۔ ہمارے سردار اور پیشوا ہمیں جس راہ پر چلاتے رہے ہم چلتے رہے۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ الٰہی ہم بے قصور ہیں۔ ہمیں معافی ملنی چاہئے۔ لیکن اگر ہمیں معافی نہیں ملتی تو ہماری یہ درخواست ضرور قبول ہو کہ ان سرداروں اور سرغنوں کو دو چند عذاب دیا جائے۔ ان ظالموں نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور ہمارا بیڑا بھی غرق کر دیا۔ ان کا دوہرا جرم ہے۔ ان کو سزا بھی دگنی ملنی چاہئے۔

ب - اس وقت انہیں حسرت و ندامت سے ایک ہی خیال آئے گا کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔

نتیجہ - یہ انجام ہے حاکم کائنات کے نافرمانوں کا۔ باغیوں کا۔

حشر کا میدان -- انبیاء کی تصدیق

(وجئنا بک)

4 - فرمان الٰہی ہے - فکیف اذا جئنا من کل امتہ بشھید و جنا بک علی ھولاء شھیدا - (4/41) تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان۔

الف - شانِ حاکم - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہم کو قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ میں یہ جرات کیسے کروں۔ فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے سے قرآن سنیں۔ چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ جب میں اس آیت فکیف اذا جئنا پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بس کرو۔ میں نے دیکھا کہ حضور کی مبارک آنکھوں سے اشک رواں ہیں۔ جب وہ شاہد اعظم اس دن کے ہول سے رو رہے ہیں تو مشہود کا کیا حال ہونا چاہئے۔ غرضیکہ یہ آیت کریمہ نعت عظیم ہے۔

ب - تفصیل جئنا بک - حشر کے دن تمام انسانیت جمع ہو گی۔ تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے حضور با ادب کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ امتوں سے پوچھے گا کہ میرے انبیاء آئے اور انہوں نے میرا پیغام دیا۔ یہ سن کر پچھلی امتیں مکر جائیں گی۔ کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہ آیا۔ اس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام گواہی دیں گے مگر وہ امتی اعتراض کریں گے کہ یہ ہمارے بعد آئے اس لئے یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے۔

ت - حاکم کا انتظار - اب معاملہ اس نوعیت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف یہ فرما دے کہ میں علیم ہوں۔ خبیر ہوں۔ سمیع ہوں۔ بصیر ہوں۔ مجھے سب پتہ ہے اس لئے تم لوگ

یہ بات مت کہو۔ مگر نہیں۔ اب حاکم کائنات کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (و جئنا بک) اے حبیب پھر ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ آپ تشریف لا کر یہ گواہی دیں گے کہ یا اللہ ان انبیاء اکرام نے تیرا پیغام دیا۔ اس طرح انبیاء اکرام کی نبوت و حکمت کی تصدیق ہو گی جو کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا۔ اب گواہ کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔ وہ یہ کہ اس نے دیکھا ہو۔ اس نے سنا ہو۔ اور اس نے بات چیت (اگر ضرورت ہو) بھی کی ہو۔ جب آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انبیاء کرام کی تصدیق کریں گے تو پھر لوگ اعتراض نہ کریں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ چونکہ اول ہیں اس لئے آپ نے دیکھا بھی ہے۔ ان کے پیغامات سنے بھی ہیں۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات

مقام محمود

5 - فرمان الٰہی ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ○ (17/79) (ترجمہ - عنقریب آپ کا رب تعالیٰ آپ کو محبوبیت اور محمودیت کے اعلیٰ مقام پر مبعوث اور قائم فرمائے گا۔ دنیا میں بھی، آخر میں بھی، قبر میں بھی، حشر میں بھی۔)

الف - تشریح - شفاعت کبریٰ کا ذکر ہوا۔ تمام انسانیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈھتی رہی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر آخر پا لیا۔ اگرچہ ایک ہزار سال کا عرصہ بیت چکا ہو گا۔ اس سے پہلے قبر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت ایسے پڑے گی جب منکر نکیر تیسرا سوال پوچھیں گے اور وہ یہ ہو گا ما کنت تقول فی حق ھذا لرجل تو اس مرد حق کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ مومنین جنہوں نے ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نہ ہو گا مگر اپنے نور ایمان سے فوراً پہچان لیں گے۔ حشر میں تو ہر ایک کو ضرورت ہو گی۔ انسانوں کو ضرورت ہو گی۔ انبیاء کرام کو ضرورت ہو گی کہ حاکم کائنات آئے اور ان کی نبوت و حکمت کی تصدیق کرے۔

ب - مقام محمود - عرش کے نیچے سجدہ ریزی، شفاعت اور جنت کا دروازہ آپ کے لئے کھلنا۔ صدر محشر بنایا جانا، حساب و کتاب کو جلدی ختم فرما کر محفل نعت خوانی کا انعقاد ہونا۔ اس سے بڑھ کر مقام محمود کس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ یہی مقام محمود ہے۔ دنیا کی سلطنت قلبوں کی محبوبیت۔ عرش و لامکاں کی سعودیت تا قیامت قرآن و حدیث کی حکومت و مقبولیت۔ قبر کی جلوہ و دیدار محشر کی تخت نشینی ہر طرف مقام محمود کی بکھیر ہے۔

ت - عرش - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے عرش کی داہنی جانب کھڑا فرمائے گا اور ایک اور روایت میں عرش پر اور ایک روایت میں کرسی پر

ہے۔ اور جنت کی کنجی آپ کے سپرد فرمائے گا۔ اور آپ کے ہاتھ لواء حمد ہو گا۔ اور شفاعت ان کمالات کا ایک جزو ہے جس سے ساری مخلوق کو عظیم نفع پہنچے گا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ روز قیامت کرسی پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بٹھائے گا اور حضور کے روبرو پروردگار عالم ہو گا۔ حاصل کلام یہ کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمائے گا جو کسی کو آپ کے سوا حاصل نہیں کیونکہ آپ خلیفہ اعظم ہیں۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات

بارہواں باب

غیر کی نظر میں حاکم کائنات کا مقام

1- سب سے اوپر سب سے پہلا - احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا حاکم کائنات یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس 'غیروں کی نظر میں' پیش کر رہا ہوں۔ اپنے تو خیر شان محبوب کو اجاگر کرتے ہی ہیں۔ مگر سچائی وہ ہوتی ہے جسے غیر بھی مانیں۔ غیر مسلم مورخین جو کہ تعصب کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے متعلق خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی مانا کہ اس کائنات میں سب سے بلند و بالا اور اعلیٰ ترین ہستی جو ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

الف - ایک انگریز جس کا نام مائیکل ایچ ہارٹ (Micheal H. Hart) ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان ایک صد انسانوں کا ذکر ہے جنہوں نے انسانی تاریخ کو متاثر کیا۔ اس کتاب کا نام The 100 ہے۔ ان ایک سو کی لسٹ دیکھیں جو کہ اگلے صفحہ پر دی ہے۔ (فوٹو کاپی) اس میں سب سے اوپر سب سے پہلے انہوں نے لکھا ہے محمد (ﷺ) چونکہ یہ لکھنے والا غیر مسلم ہے اس لئے ظاہر ہے وہ صلوۃ سلام نہیں جانتا۔ ان کا اپنا نبی تیسرے نبی (Jesus Chist) لکھا ہے۔ اور حضرت موسیٰ سولھویں نمبر پر لکھا ہے اور پھر یہ لسٹ دیکھتے جائیں تو حضرت عمرؓ کا نام بھی اکیاون نمبر پر نظر آئے گا۔ یہ ایک غیر مسلم مورخ' دانشور کا اپنا نظریہ اور اپنا خیال ہے۔

نتیجہ - ہے ناں حاکم کائنات - کہ ہر کوئی کہتا ہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے۔ سب سے اعلیٰ ہے۔

ب - کفار نے کیا کہا - کفار مکہ گو کہ رسالت کے منکر تھے۔ توحید کے منکر تھے۔ مگر صادق اور امین کے القاب انہوں نے ہی دیئے تھے نہ کہ مسلمانوں نے۔ مگر یہ کفار تھے بہت ہی کم عقل۔ ہجرت کی رات بارہ قبیلوں کے نمائندے ننگی تلواریں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے کہ جب ان کا"

امین" باہر نکلے گا تو یکبارگی حملہ کر کے قتل کر دیں گے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس " امین" کے اسی گھر کے اندر ان کا سامان بطور امانت رکھا ہوا ہے جو وہ ایک دوسرے کے پاس نہ رکھتے تھے کیونکہ ایک دوسرے پر بھروسہ نہ کرتے تھے۔ جنگ احد میں ابی بن خلف اپنے خیمے سے باہر نہ نکلتا تھا۔ کیونکہ پچھلے سال بدر کی لڑائی کے بعد جب ابی بن خلف نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا تھا کہ میں آپ کو قتل کروں گا (اگلے معرکے میں) تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نہیں تم میرے ہاتھ سے قتل ہو گے۔ یہ سنتے ہی خاموش ہو گیا۔ رنگ فق پڑ گیا اور یہی وجہ تھی کہ احد میں خیمے سے نہ نکلتا تھا۔

2 - موجودہ دور کے غیروں نے کیا کہا - (فوٹو کاپیاں منسلک ہیں) اگلے صفحات میں پڑھیں۔ یہ صرف چند ایک مثالیں ہیں۔ اس پر علیحدہ ایک کتاب لکھی ہوئی ہے جو کہ بازار سے مل جاتی ہے۔

الف - پیغمبر اسلام سچے نبی خلص و ایثار کی جیتی جاگتی تصویر تھے - جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹرز "اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس خلوص نیت کی جاگتی تصویر ہو۔ اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے، انواع و اقسام کی صعوبتیں برداشت کرے۔ لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے۔ ابنائے جنس کی غلطیوں کو فوراً معلوم کر لے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدبیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمدؐ خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔"

ب - راست باز اور سچے مصلح - جناب ڈاکٹر ای اے فریمن - "اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے۔" (معجزات اسلام ص 67)

ت - پیغمبر اسلام کا ظہور بنی نوع انسان کے لئے خدا کی رحمت تھا - بدھ مذہب کے پیشوائے اعظم جناب مانگ تونگ صاحب "حضرت محمدؐ کا ظہور بنی نوع انسان

پر خدا کی ایک رحمت تھا۔ لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات عظیم سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ ہم بدھی لوگ حضرت محمدؐ سے محبت کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ (معجزات اسلام - ص - 66)

ث - **اعلیٰ اخلاق** - جناب بابو مکٹ دھاری پرشاد بی اے ایل ایل بی وکیل (گیا۔ بہار) " حضرت محمدؐ کی تعلیمات کی طرح آپ کے اخلاق بھی بہت بلند تھے۔" (تاریخ القرآن)

ج - **رسول کریم کی زندگی سراپا عمل ہے** - جناب ہزہائنس مہاراجہ نرسنگھ گڑھ "حضرت محمدؐ کی زندگی سراپا عمل اور ایثار کا مرقع ہے۔ حضورؐ نے جہالت کی اصلاح فرمائی اور اسے اپنی انتھک کوششوں سے جگمگا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں پیغمبر اسلام کا نام روشن ہے۔" (رسالہ ایمان پٹی لاہور جون 1936)

ح - **اعلیٰ سے اعلیٰ مذہب صرف اسلام ہے** - آرٹسٹ ہیکل جرمنی "اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے۔"

خ - **ضلالت و گمراہی سے صرف غار حرا کی آواز نکال سکتی ہے** - جناب پروفیسر مارس "کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت کے خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی۔" (رسالہ مولوی دہلی ربیع الاول 1351ھ)

د - **دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے ان سب میں پیغمبر اسلام سب سے زیادہ ممتاز رتبہ رکھتے ہیں** - مسٹر میجر آرتھر گلن مورنڈ - "حضرت محمدؐ بلاشبہ اپنے مقدس زمانہ میں ارواح طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے وہ ان سب سے بھی ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔" (استقلال فروری 1936)

ذ - **آپ روحانی پیشوا بھی تھے اور جرنیل و کمانڈر بھی** - کملا دیوی بی اے بمبئی۔ "اے عرب کے مہاپرش آپ وہ ہیں جن کی شکشا سے مورتی پوجا مٹ گئی اور

ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ حالت پیدا کر دی کہ ایک ہی سمے کے اندر وہ جرنیل کمانڈر اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما کے سدھار کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچایا اور اس کے حقوق مقرر کیے۔ آپ نے اس کی دکھی بھری ہوئی عزت کو بچایا اس کے حقوق مقرر کئے۔ اس دکھ بھری دنیا میں شانتی اور امن کا پرچار کیا اور امیر و غریب سب کو ایک سبھا میں جمع کیا۔" (اخبار الامان 17 جولائی 1933ء)

ر- **مخلص و صادق رسولؐ کی سیرت و کردار** - مسٹر سر ولیم میور لائف آف محمد میں لکھتے ہیں - "حضرت محمدؐ کے اخلاص و صداقت کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ ان کا مذہب سب سے پہلے قبول کرنے والے ان کے دلی دوست اور گھرانے کے لوگ تھے۔ یہ سب کے سب ضرور ان کے رزمرہ کے حالات گھریلو زندگی سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دھوکہ و فریب دینے کی غرض سے مکاری و عیاری سے کام لیتے ہیں تو ان کے ان اقوال میں جو محض دوسروں کے بنانے کے لئے مجمع عام میں کہا کرتے ہیں اور گھر کی چہار دیواری کے اندر ان کے اعمال میں عموماً ہمیشہ فرق ہوا کرتا ہے۔ اگر محمدؐ کی غرض و غایت فریب اور دھوکہ سے کام لینا ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے دوست و احباب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ ان کی ریاکاری و عیاری کا پتہ نہ چل جاتا۔" (لائف آف محمدؐ)

ز- **رحم و شجاعت کا مجموعہ** - جناب اسٹینلی لین پول اپنے لیکچر آف محمدؐ میں کہتے ہیں "محمدؐ کی شخصیت رحم و شجاعت دونوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اکیلے برسوں تک اپنے ہم وطنوں کی نفرت کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ اس قدر خلیق تھے کہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے اگر کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو دوسرے شخص کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ خود پہلے کبھی علیحدہ نہ کرتے وہ غیروں کے ساتھ شفقت کرتے۔ ان کی بے ریا دوستی و ہمدردی۔ عظیم فیاضی۔ شجاعت۔ بسالت بے شک مستحق تعریف ہے۔ ان پر ظلم و عیش پرستی کے جو الزامات عائد کئے جاتے ہیں لیکن تحقیق کی بنا پر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سب بے سروپا ہیں۔ بے شک محمدؐ کی شخصیت عظیم و جلیل تھی۔" (اسپیچز آف محمد اسوۃ النبی ص

س - میں پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں - گاندھی جی نے اپنے ایک بیان میں جو رسالہ ایمان پٹی ضلع لاہور 1936 میں شائع ہوا تحریر کیا۔ "وہ روحانی پیشوا تھے بلکہ میں ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کسی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع نہیں دیا جیسا کہ پیغمبر اسلام نے۔"

ش - حضور کی بعثت تاریخ کا ایک معجزہ ہے - پروفیسر رگھوپتی سہائے' فراق ایم۔ اے' لیکچرار الہ آباد یونیورسٹی کا بیان جسے ربیع الاول 1356ھ میں رسالہ پیشوا دہلی نے شائع کیا "میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کو ان کی شخصیت اور ان کے کارنامہ ہائے زندگی کو تاریخ کا ایک معجزہ سمجھتا ہوں۔"

ص - آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے پیغمبر' توحید کے علمبردار اور حقانیت کے طرفدار تھے - جناب پنڈت ہردے پرشاد کا بیان جسے رسالہ پیشوا دہلی نے ربیع الاول 1356ھ میں شائع کیا۔ "اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ حضرت محمدؐ کون تھے تو میں اس کے جواب میں برملا کہوں گا کہ آپؐ اپنے زمانہ کے بہت ہی بڑے بزرگ پیغمبر اور توحید کے علمبردار حقانیت کے طرفدار سچائی کے دلدادہ اور ایشور کے پرستار تھے۔ آپؐ کی اصلاح قابل داد تھی اور تاقیامت رہے گی۔"

ض - دنیا کے انسانوں میں سب سے زیادہ متبرک انسان - جناب مسٹر گیسٹولیبان - "حضرت محمدؐ بے انتہا صائب الرائے تھے۔ آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ آفتاب کو غروب سے لوٹا دیا' یہ کہنا کہ حضرت محمدؐ دھوکہ باز یا جادوگر تھے' میرے نزدیک یہ ایسا احمقانہ قول ہے کہ ایک منٹ کے لئے نہیں ٹھہر سکتا' کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمدؐ نے ملک عرب میں وہ نتائج پیدا کئے جو کوئی مذہب قبل اسلام جن میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں پیدا نہ کر سکا۔ آپ نے وحشی اقوام کی زبردست اصلاح کی اور بے انتہا سلوک کیا اگر اشخاص کی بزرگی و وقعت کا اندازہ ان کے کاموں سے کیا جا سکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت محمدؐ دنیا کے متبرک آدمیوں میں خاص فوقیت رکھتے ہیں۔

ط۔ آپ کی سیرت و کردار بے مثال تھی۔

مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی کتاب "محمدؐ اور ان کے جانشین" میں لکھتے ہیں۔ "آپ خوراک کے معاملہ میں بہت سادہ اور پرہیزگار تھے۔ روزوں کے پوری طرح پابند تھے۔ آپ کبھی لباس فاخرہ نہیں پہنتے تھے (جو ہلکے لوگ نمائش کے لئے کرتے ہیں) اور لباس کی سادگی آپ میں تکلف سے نہ تھی بلکہ آپ سچے دل سے ایسے حقیر امتیازات کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ذاتی معاملات میں آپ انصاف پسند تھے۔

آپ دوستوں، اجنبیوں، دولت مندوں، غرباء، طاقتوروں، کمزوروں سے عدل کا سلوک کرتے تھے۔ عام لوگ آپ کو محبوب رکھتے تھے۔ اس لئے کہ آپ ان سے نہایت مہربانی سے پیش آتے۔ ان کی مشکلات کو سنتے تھے۔

آپ کی جنگی فتوحات نے آپ میں کوئی فخر و نمود پیدا نہیں کیا۔ اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں آپ کے اخلاق و اطوار، رہن سہن میں وہی سادگی پائی جاتی تھی جیسے کہ آپ کی سخت سے سخت تکلیف اور بے کسی کے دنوں میں تھی۔ شاہانہ شان و شوکت کو اختیار کرنا تو ایک طرف رہا آپ اس بات پر بھی ناراض ہوتے کہ کسی مجلس میں آئیں تو غیر معمولی عزت کی علامت کا اظہار کیا جائے۔" (برگزیدہ رسول ص۔ 33)

THE 100

A RANKING OF THE MOST INFLUENTIAL PERSONS IN

HISTORY

1	MUHAMMAD	(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
3	JESUS CHRIST	(عیسیٰ)
16	MOSES	(موسیٰ)
51	UMER IBN AL-KHATTAB	(عمر بن خطاب)

حرف آخر

(1) اللہ تعالیٰ جو کہ احکم الحاکمین ہے نے اپنی پہچان کروانے کے لئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تخلیق کی۔ پھر ایک کائنات بنائی اور اس کا ایک حاکم بنایا کیونکہ کوئی بھی ادارہ، سوسائٹی، ملک حاکم کے بغیر نہیں چل سکتا اور یہاں تو معاملہ ایک بہت عظیم الشان کائنات کا ہے۔ اس عظیم کائنات کا حاکم تو وہی ہوا جو کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوا اور وہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بھرا پڑا ہے بلکہ یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے حبیب سے گفتگو ہے۔ احادیث بھی حاکم کائنات کے اقوال ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ انسان کی عقل کے دلائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت پر ایسے پورے اترتے ہیں کہ دوست تو کیا دشمنوں نے بھی یہی اقرار کیا کہ اس کائنات کے حاکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(2) قرآن کی ہر آیت انوار وعرفان کا سمندر ہے۔ قرآن میں علم ہے، معیشت ہے، معاشرت ہے، حساب ہے، سائنس ہے، فلسفہ ہے، منطق ہے، ضابطہ حیات ہے، شریعت ہے، عاشقوں کے لئے محبوب کی شان کا قصیدہ ہے۔ یہ **6666** آیات ہیں۔

(3) ایک آیت جو اس فقیر (بندہ رسول) جس نے محبت وعشق کے نشہ میں یہ کتاب لکھی ہے۔ اس ایک آیت نے اس فقیر کو اس بحر معرفت میں ڈبو دیا ہے۔ وہ آیت ہے **لانتم اشد رھبتہ فی صدورھم من اللہ** (سورۃ حشر کی آیت نمبر **13**) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بیشک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ ہے ناں حاکم کائنات۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمدؐ انور مدنی کی لکھی ہوئی (بندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

خوشبوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

تصانیف
(مفت یعنی بغیر کسی قیمت کے)

صاحب کُلی علم غیب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا ایڈیشن

حاکم کائنات (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کُلی ایمان (مسٹر اسماعیل دہلوی کی تفویۃ الایمان کے ردّ میں)

اصل الموجودات (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مختار منتخب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

شریعت اور عشق (شریعت عشق مصطفےٰ ہے اور عشق مصطفےٰ ہی شریعت ہے)

اللہ تعالیٰ کی تلاش (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ)

الزام شرک کے ردّ میں بے تکے فتوے دینے والوں کے لیے صراط مستقیم

محب اور حبیب کی گفتگو قرآن

نوٹ: ان کتابوں کا انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گا۔

کتابیں حاصل کرنے کا پتہ، AA-22 فیز 4 ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور کینٹ



بندۂ رسولؐ ۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی